بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 69

ایڈیٹر منصور احمد

نائب تنویر احمد ناصر ایم اے

شمارہ 44

شرح چندہ

سالانہ 700 روپے

بیرونی ممالک

بذریعہ ہوائی ڈاک

50 پاؤنڈ یا

80 ڈالر امریکن

یا 60 یورو

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

11 ربیع الاوّل 1442 ہجری قمری • 29 اخاء 1399 ہجری شمسی • 29 اکتوبر 2020ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَمَنۡ یَّکۡسِبۡ خَطِیۡٓئَۃً اَوۡ اِثۡمًا ثُمَّ یَرۡمِ بِہٖ بَرِیۡٓـئًا فَقَدِ احۡتَمَلَ بُہۡتَانًا وَّاِثۡمًا مُّبِیۡنًا ۝

(النساء:112)

ترجمہ: اور جو کوئی گناہ کماتا ہے تو یقیناً وہ اسے اپنے ہی خلاف کماتا ہے۔ اور اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) حکمت والا ہے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 23 اکتوبر 2020 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

ظاہر پرستی سے یہودیوں پر یہ آفت آئی کہ وہ مسیح علیہ السلام کا انکار کرتے رہے یہی مصیبت ہمارے زمانہ کے مولویوں اور ملاؤں کو پیش آئی، وہ منتظر ہیں کہ مسیح اور مہدی آ کر لڑائیاں کرے گا مگر خدا تعالیٰ نے یہ امر ہی ملحوظ نہ رکھا تھا

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

اَبُوۡ لَہَبٍ اور حَمَّالَۃَ الۡحَطَبِ سے مراد

ابولہب قرآن کریم میں عام ہے نہ خاص۔ مراد وہ شخص ہے جس میں اِلتہاب و اشتعال کا مادہ ہو۔ اسی طرح حَمَّالَۃَ الۡحَطَبِ۔ ہیزم کش عورت سے مراد ہے۔ جو سخن چین ہو۔ آگ لگانے والی چغل خور عورت آدمیوں میں شرارت کو بڑھاتی ہے……

دنیا کی دولت اور سلطنت رشک کا مقام نہیں۔ مگر رشک کا مقام دعا ہے۔ میں نے اپنے احباب حاضرین اور غیر حاضرین میں سے جن کے نام یاد آئے یا شکل یاد آئی آج بہت دعا کی اور اتنی دعا کی کہ اگر خشک لکڑی پر کی جاتی تو سرسبز ہو جاتی۔ ہمارے احباب کیلئے یہ بڑی نشانی ہے……

ظاہر پرستی گمراہی کا موجب ہے

ظاہر پرستی سے یہودیوں پر یہ آفت آئی کہ وہ مسیح علیہ السلام کا انکار کرتے رہے اور نہ صرف یہی بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی انکار کرتے رہے۔ ان کو یہ خیال تھا کہ مسیح آئے گا تو ایک بادشاہ ہو کر آئے گا اور بڑی شان و شوکت سے تخت داؤد پر جلوہ افروز ہوگا اور اسکے آنے سے پیشتر ایلیا آسمان سے اترے گا، مگر جب مسیح آیا تو اس نے ایلیا تو یوحنا کو بتایا اور آپ بجائے بادشاہ ہونے کے ایسی عاجزی دکھائی کہ سر رکھنے کو بھی جگہ نہ ملی۔ اب ظاہر پرست یہودی کیونکر مان لیتے۔ پس انہوں نے بڑے زور سے انکار کیا اور اب تک کر رہے ہیں۔ یہی مصیبت ہمارے زمانہ کے مولویوں اور ملاؤں کو پیش آئی۔ وہ منتظر ہیں کہ مسیح اور مہدی آکر لڑائیاں کرے گا مگر خدا تعالیٰ نے یہ امر ہی ملحوظ نہ رکھا تھا اور بخاری نے یَضَعُ الۡحَرۡبَ کہہ کر اس کا قضیہ ہی چکا دیا تھا پھر بھی یہ امن اور سلامتی کے خواستگار کو ماننا نہیں چاہتے۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 220 تا 221، مطبوعہ قادیان 2018ء)

اسلام کہتا ہے کہ تم کو جنگ میں عورتوں، بچوں، بوڑھوں کے مارنے کی اجازت نہیں، بدعہدی کرنے، دھوکا دینے، مقتولین کے ناک کان کاٹنے، پادریوں اور پنڈتوں اور گیانیوں کو مارنے کی اجازت نہیں، کوئی باغ اور درخت کاٹنے، کوئی عمارت گرانے یا اُسے آگ لگانے کی اجازت نہیں اگر کبھی ان ہدایات کی خلاف ورزی ہوئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’دنیوی حکومتیں جب کسی ملک میں داخل ہوتی ہیں تو اندھا دھند مظالم شروع کر دیتی ہیں محض اس لئے کہ حکومت کا رعب قائم ہو جائے۔ مگر اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مفتوحہ ممالک میں جاؤ تو ایسے احکام جاری کرو جن سے لوگوں کو آسانی ہو تکلیف نہ ہو۔ اور فرمایا جب لشکر سڑکوں پر چلے تو اس طرح چلے کہ عام مسافروں کا راستہ نہ رُکے ایک صحابیؓ کہتے ہیں ایک دفعہ لشکر اس طرح نکلا کہ لوگوں کیلئے اپنے گھروں سے نکلنا اور راستہ چلنا مشکل ہو گیا اس پر آپ نے منادی کروائی کہ جس نے مکانوں کو بند کیا یا راستہ روکا اس کا جہاد جہاد ہی نہیں رہیگا۔

غرض اسلام کہتا ہے کہ تم کو جنگ میں عورتوں کے مارنے کی اجازت نہیں تم کو بچوں کے مارنے کی اجازت نہیں۔ تم کو بڈھوں کے مارنے کی اجازت نہیں۔ تم کو بدعہدی کرنے کی اجازت نہیں۔ تم کو دھوکا دینے کی اجازت نہیں۔ تم کو مقتولین کے ناک کان کاٹنے کی اجازت نہیں۔ تم کو پادریوں اور پنڈتوں اور گیانیوں کو مارنے کی اجازت نہیں۔ تم کو کوئی باغ اور درخت کاٹنے کی اجازت نہیں۔ تم کو کوئی عمارت گرانے کی یا اُسے آگ لگانے کی اجازت نہیں اور اگر کبھی ان ہدایات کی خلاف ورزی ہوئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ عرب کے دستور کے مطابق عورتیں بھی لڑائی میں شامل ہوتی تھیں اور چونکہ وہ دوسروں کو قتل کرتی تھیں لازماً وہ خود بھی قتل کی جاتی تھیں مگر ایک موقع پر ایک لڑائی کے بعد جب ایک عورت کی لاش آپ نے دیکھی تو آپ کے چہرے پر غم اور غصہ کے آثار ظاہر ہوئے اور آپ نے فرمایا اسلام اس کو پسند نہیں کرتا۔ یہ فعل اسلامی تعلیم کے خلاف ہوا ہے (بخاری، جلد 2، کتاب الجہاد والسیر) اُحد کی جنگ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تلوار پیش کی اور فرمایا یہ تلوار میں اس شخص کو دونگا جو اس کا حق ادا کرنے کا وعدہ کرے۔ بہت سے لوگ اس تلوار کو لینے کیلئے کھڑے ہوئے آپؐ نے ابودجانہؓ انصاری کو وہ تلوار دی۔ لڑائی میں ایک جگہ مکہ والوں کے کچھ سپاہی ابودجانہؓ پر حملہ آور ہوئے۔ جب آپ ان سے لڑ رہے تھے تو آپ نے دیکھا کہ ایک سپاہی سب سے زیادہ جوش کے ساتھ لڑائی میں حصہ لے رہا ہے۔ آپ نے تلوار اُٹھائی اور اس کی طرف لپکے لیکن پھر اس کو چھوڑ کر واپس آ گئے۔ آپ کے کسی دوست نے پوچھا۔ آپ نے اُسے کیوں چھوڑ دیا۔ آپ نے جواب میں کہا۔ میں جب اس کے پاس گیا تو اس کے منہ سے ایک ایسا فقرہ نکلا جس سے مجھے معلوم ہوا گیا کہ وہ مرد نہیں عورت ہے۔ ان کے ساتھی نے کہا بہر حال وہ سپاہیوں کی طرح فوج میں لڑ رہی تھی۔ پھر آپ نے اُسے چھوڑا کیوں؟ ابودُجانہؓ نے کہا میرے دل نے برداشت نہ کیا کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی تلوار کو ایک کمزور عورت پر چلاؤں۔ غرض آپؐ عورتوں کے ادب اور احترام کی ہمیشہ تعلیم دیتے تھے جس کی وجہ سے کفار کی عورتیں زیادہ دلیری سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتی تھیں۔ مگر پھر بھی مسلمان ان باتوں کی برداشت کرتے چلے جاتے تھے۔ صرف ایک ہی عورت تھی جس نے شروع سے لیکر آخر تک اسلام کے خلاف جنگوں میں حصہ لیا اور مسلمان شہداء کے ناک اور کان کاٹ لینے میں بہت مشہور تھی یعنی ہندہ۔ فتح مکہ کے وقت آپؐ نے صرف اس کے قتل کا حکم دیا مگر وہ باقی عورتوں کے ساتھ آئی اور مسلمان ہو گئی اور پھر آپؐ نے اُسے بھی کچھ نہیں کہا۔ کیونکہ آپؐ نے فرمایا توبہ نے اس کے سارے گناہوں کو دھو دیا ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر، جلد دوم، صفحہ 421 تا 422، مطبوعہ قادیان 2010ء)

……☆……☆……☆……

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جمعہ کے دن نہانے، مسواک کرنے اور خوشبو لگانے کی فضیلت

(877) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی جمعہ کے دن آئے تو چاہئے کہ وہ نہالے۔

(879) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کے دن نہانا ہر بالغ پر واجب ہے۔

(880) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر جوان پر جمعہ کے دن نہانا واجب ہے اور یہ کہ وہ مسواک بھی کیا کرے اور خوشبو بھی لگائے اگر مل جائے۔

(حضرت سیّد زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی باعتبار افضلیت جمعہ کے دن غسل واجب ہے۔ اسی طرح مسواک کرنا اور خوشبو لگانا بھی۔ یہ سب باتیں بطور افضل ہونے کے ضروری ہیں۔ مگر فرض نہیں کہ بغیر ان کے نماز ہی نہ ہو)

(صحیح بخاری، کتاب الجمعۃ، مطبوعہ قادیان 2006ء)

……☆……☆……☆……

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)

خطبہ جمعہ فرمودہ 9 اکتوبر 2020ء (مکمل متن)

پیغام حضور انور برموقع جلسہ سالانہ فرنچ گیانا 2019

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از نبیوں کا سردار)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)

خطاب برموقع صد سالہ خلافت جوبلی (2008)

خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب

ذکر خیر و اعلان | وصایا

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 9 اکتوبر 2020

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِی العَالَمِ ۞ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

مولوی محمد حسین "اشاعۃ السنہ" میں الہام کو حجت اور دلیل تسلیم کرچکے ہیں اگر اس کے برخلاف ثابت ہوجائے تو اُن کیلئے سو روپے کا انعام

گزشتہ شماروں میں یہ ذکر ہو چکا ہے کہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مولوی محمد حسین بٹالوی کے مابین ایک مباحثہ شہر لدھیانہ میں 20 تا 31 جولائی 1891ء بارہ دن تک ہوا تھا۔ مباحثہ کا موضوع حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و وفات تجویز فرمایا۔ اس پر مولوی محمد حسین بٹالوی نے لکھا کہ پہلے آپ کے مسیح موعود ہونے میں بحث ہو پھر حضرت مسیح کے فوت ہونے میں۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا :

"اصل امر اس بحث میں جناب مسیح ابن مریم کی وفات یا حیات ہے اور میرے الہام میں بھی یہی اصل قرار دیا گیا ہے کیونکہ الہام یہ ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اُس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تُو آیا ہے۔ سو پہلا اور اصل امر الہام میں بھی یہی ٹھہرایا گیا ہے کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے اب ظاہر ہے کہ اگر آپ حضرت مسیح کا زندہ ہونا ثابت کر دیں گے تو جیسا کہ پہلا فقرہ الہام کا اس سے باطل ہو گا ایسا ہی دوسرا فقرہ بھی باطل ہو جائے گا کیونکہ خدا تعالیٰ نے میرے دعویٰ کی شرط صحت مسیح کا فوت ہونا بیان فرمایا ہے۔"

آپؑ نے فرمایا : "میں اقرار کرتا ہوں اور حلفاً کہتا ہوں کہ اگر آپ مسیح کا زندہ ہونا کلامِ الٰہی سے ثابت کر دیں گے تو میں اپنے دعویٰ سے دست بردار ہو جاؤں گا اور الہام کو شیطانی اِلقاء سمجھ لوں گا اور توبہ کروں گا۔"

(رُوحانی خزائن جلد 4، تعارف مباحثہ لدھیانہ صفحہ XIII)

لیکن جیسا کہ گزشتہ شماروں میں ذکر ہو چکا ہے مولوی محمد حسین بٹالوی نے پورے مباحثہ کو اس بات میں اُلجھا کر رکھا کہ احادیث، خصوصاً صحیح بخاری و صحیح مسلم کی احادیث کا کیا مقام و مرتبہ ہے؟ مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کا یہ مذہب ہے کہ صحیحین کی تمام احادیث بلا استثناء بغیر کسی تحقیق و تدقیق کے واجب العمل ہیں۔ قرآن کریم احادیث کے پرکھنے کیلئے معیار و محک نہیں ہے اور نہ کسی صحیح حدیث کیلئے یہ ضروری ہے کہ قرآن سے اس کا تطابق و توافق ہو کیونکہ حدیث صحیح قرآن کے خلاف نہیں ہو سکتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا مذہب یہ بیان فرمایا کہ قرآن حدیث پر مقدم ہے اور احادیث کے پرکھنے کے لئے معیار و محک ہے۔ وہی حدیث قابل قبول ہے جو قرآن کے مخالف نہ ہو۔ اگر کوئی حدیث بظاہر قرآن کے کسی مضمون کے مخالف ہو تو اس میں تطابق و توافق پیدا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اگر کسی صورت میں بھی مطابقت پیدا نہ ہو سکے تو اس کو ہم وضعی قرار دیں گے اور چھوڑ دیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا :

ائمہ حدیث کا "کسی حدیث کی نسبت یہ کہنا کہ یہ صحیح ہے اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ وہ حدیث من کل الوجوہ مرتبہ ثبوت کامل تک پہنچ گئی ہے جس میں امکان غلطی کا نہیں بلکہ ان کا مطلب صحیح کہنے سے صرف اس قدر ہوتا ہے کہ وہ بخیال اُن کے اُن آفات اور عیوب سے مُبرّا ہے جو غیر صحیح حدیثوں میں پائی جاتی ہیں اور ممکن ہے کہ ایک حدیث باوجود صحیح ہونے کے پھر بھی واقعی اور حقیقی طور پر صحیح نہ ہو۔" (مباحثہ لدھیانہ رُوحانی خزائن جلد 4 صفحہ 25)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مؤقف کی تائید میں کہ ایک حدیث بظاہر قوانین روایت کی رُو سے صحیح ہونے کے باوجود فی الحقیقت صحیح نہ ہو مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کو اُن کی اپنی ہی بات یاد دلائی جو وہ اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں محی الدین ابن عربیؒ کے حوالہ سے شائع کر چکے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا :

"آپ خود اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں لکھ چکے ہیں کہ احادیث کی نسبت بعض اکابر کا یہ مذہب ہوا ہے کہ "ایک ملہم شخص ایک صحیح حدیث کو بالہام الٰہی موضوع ٹھہرا سکتا ہے اور ایک موضوع حدیث کو بالہام الٰہی صحیح ٹھہرا سکتا ہے۔" اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ جب کہ یہ حال ہے کہ کوئی حدیث بخاری یا مسلم کی بذریعہ کشف کے موضوع ٹھہر سکتی ہے تو پھر کیونکر ہم ایسی حدیثوں کو ہم پایہ قرآن کریم مان لیں گے؟ ہاں یہ تو ہمارا ایمان ہے کہ ظنی طور پر بخاری اور مسلم کی حدیثیں بڑے اہتمام سے لکھی گئی ہیں اور غالباً اکثر ان میں صحیح ہوں گی لیکن کیونکر ہم اس بات پر حلف اٹھا سکتے ہیں کہ بلاشبہ وہ ساری حدیثیں صحیح ہیں۔" (ایضاً صفحہ 15)

اس پر مولوی محمد حسین بٹالوی نے لکھا کہ مَیں نے محی الدین ابن عربی کا قول صرف نقل کیا ہے لیکن مَیں اُن کے قول سے اتفاق نہیں رکھتا۔ انہوں نے لکھا :

"میں نے اشاعۃ السنہ میں محی الدین ابن عربی کا قول نقل کیا ہے اور آخر میں مَیں نے لکھ دیا ہے کہ ہم الہام کو حجت اور دلیل نہیں جانتے۔" (ایضاً صفحہ 24)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے جواب میں فرمایا :

"میں بادب ملتمس ہوں کہ آپ اگر اس قول کے مخالف ہوتے تو کیوں ناحق اس کا ذکر کرتے؟ غایت کار آپ کے کلام میں تناقض ہوگا کیونکہ اوّل صاف تسلیم کر آئے ہیں کہ الہام ملہم کیلئے حجت شرعی کے قائم مقام ہوتا ہے علاوہ اس کے آپ تو صاف طور پر مان چکے ہیں بلکہ بحوالہ حدیث بخاری بہ تصریح بیان کر چکے ہیں کہ الہام مُحدَّث کا شیطانی دخل سے منزّہ کیا جاتا ہے۔" (ایضاً صفحہ 24)

اس کے جواب میں مولوی محمد حسین صاحب نے لکھا کہ :

"اِشَاعَۃُ السُّنَّۃ میں جو میں نے محی الدین ابن عربی کا قول نقل کیا ہے کیا اس کی نسبت میں نے آخر ریویو میں بصفحہ 345 یہ ظاہر نہیں کیا کہ مجھے اس سے اتفاق نہیں ہے...... ہم صرف کتاب اللہ و سنت کے پیرو ہیں اور اسی کو حجت و دستور العمل اور عام راہ جانتے ہیں نہ خود الہامی ہیں نہ کسی اور کشفی الہامی غیر نبی کے متبع و مقلّد ہیں۔ پھر مجھ کو اس قول ابن عربی کا امکانی قائل بنانا مجھ پر افترا نہیں تو کیا ہے؟" (ایضاً صفحہ 25)

مولوی محمد حسین بٹالوی کے مطالبہ پر کہ مَیں نے کب اور کہاں اشاعۃ السنہ میں یہ باتیں لکھی ہیں؟ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اشاعۃ السنہ کا حوالہ اُن کو بتایا اور ابن عربی کا وہ قول بھی معین الفاظ کے ساتھ سنایا جو مولوی محمد حسین نے اپنے رسالہ میں نقل کیا تھا۔ اور وہ قول محی الدین ابن عربی کا یہ ہے :

"ہم اس طریق سے آنحضرت صلعم سے احادیث کی تصحیح کرا لیتے ہیں۔ بہتیری حدیثیں ایسی ہیں جو اس فن کے لوگوں کے نزدیک صحیح ہیں اور وہ ہمارے نزدیک صحیح نہیں اور بہتیری حدیثیں ان کے نزدیک موضوع ہیں اور آنحضرت صلعم کے قول سے بذریعہ کشف صحیح ہو جاتی ہیں۔"

پھر آپؑ نے مولوی محمد حسین بٹالوی کو مخاطب کر کے فرمایا :

"اب اگرچہ میں اس بات پر زور نہیں دیتا کہ ایمانی طور پر آں مکرم کا یعنی آپ کا یہی عقیدہ ہے لیکن میں آپ کے فحوائے بیان سے سمجھتا ہوں بلکہ ہر یک تدبر کرنے والا سمجھ سکتا ہے کہ امکانی طور پر ضرور آپ کا یہی عقیدہ ہے کیونکہ اگر یہ امر بکلی آپ کے عقیدہ سے باہر تھا تو پھر اس کا ذکر کرنا بطور لغو ہوتا ہے جو آپ کی شان سے بعید ہے۔ انسان جس کسی کا قول یا مذہب اپنے ریویو میں بطور نقل کے ذکر کرتا ہے، وہ یا اپنے مؤیدات دعویٰ اور رائے کی مدد میں لاتا ہے یا اس کی ردّ کی غرض سے۔ لیکن صاف ظاہر ہے کہ آپ اس قول کو اپنے مؤیدات دعویٰ کے ضمن میں لائے ہیں۔ آپ نے بجز اس کے اسی دعویٰ کی تائید کیلئے ایک بخاری کی حدیث بھی لکھی ہے کہ محدَّث کا الہام دخل شیطانی سے محفوظ کیا جاتا ہے بلکہ وہاں تو آپ نے کھلے طور ظاہر کر دیا ہے کہ آپ اسی قول کے حامی ہیں گو ایمانی طور پر نہیں مگر امکانی طور پر ضرور حامی ہیں۔" (ایضاً صفحہ 28)

اس کے جواب میں مولوی محمد حسین بٹالوی نے لکھا کہ :

"میری کسی تصریح یا کلام میں قول ابن عربی کی تصدیق و تائید پائی نہیں جاتی اور میرا صریح اظہار کہ میں الہام غیر نبی کو حجت نہیں سمجھتا کتاب و سنت کا پیرو ہوں نہ کسی الہامی کشفی کا مقلّد، صاف شاہد ہے کہ آپ نے مجھ پر افترا کیا ہے۔ رہا الزام تعارض و اظہار خلاف عقیدت سو اسکا جواب اسی صفحہ اشاعۃ السنہ میں موجود ہے کہ میں نے ان اقوال ابن عربی وغیرہ کو اس غرض سے نقل کیا ہے کہ الہام کو حجت ماننے میں صاحب براہین منفرد نہیں ہے اور یہ مسئلہ ایسا نیا اور انوکھا نہیں جس کا کوئی قائل نہ ہو جس سے صاف ثابت ہے کہ میں نے ان اقوال کو نقل کرنے سے صاحب براہین کو تفرد سے بچانا چاہا تھا نہ یہ جتانا کہ میں بھی ایسے الہاموں کو لائق سند سمجھتا ہوں۔ (ایضاً صفحہ 33)

اس پر حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ نے جو اُن دنوں رسالہ الحق میں مباحثہ شائع فرما رہے تھے لکھا کہ اگر حضرت مرزا صاحب اس عقیدہ میں متفرد نہیں بلکہ اَور بھی اس عقیدہ کے قائل ہیں تو پھر اُنہیں تفرد سے بچانے کا کیا مطلب؟ آپؓ فرماتے ہیں "بہرصورت اس میں تو کلام نہیں کہ مولوی صاحب جہد بلیغ سے حضرت مسیح موعود کو تفرد کے الزام سے بچا چکے ہیں۔ وَھٰذَا ھُوَ الْمَقْصُوْدُ فَافْھَمْ۔ ایڈیٹر۔" (ایضاً صفحہ 34)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی محمد حسین بٹالوی کو لکھا کہ :

"میں کہتا ہوں کہ...... آپ کے ابتدائی بیان میں یہ صریح منطوق بھی پایا جاتا ہے کہ آپ ابن عربی کے مؤید ہیں؟ اگر آپ مؤید نہیں تو آپ نے صحیح بخاری کی حدیث کیوں نقل کی ہے؟ جس میں لکھا ہے کہ محدَّث بھی نبی کی طرح مرسل ہے اور آپ نے کیوں محمد اسماعیل صاحب کا یہ قول نقل کیا ہے کہ مُحدَّث کی وحی نبی کی طرح دخل شیطانی سے منزّہ کی جاتی ہے۔ اگر آپ بخاری کی حدیث کو نہیں مانتے تو گزشتہ را صلوٰۃ ابھی اقرار کر دیں کہ میں مُحدَّث کی وحی کو دخل شیطانی سے منزّہ ہونے والی نہیں سمجھتا! تعجب کہ ایک طرف تو آپ بخاری بخاری کرتے ہیں اور ایک طرف اسکے برخلاف چلتے ہیں...... اگر کسی مُحدَّث پر یہ کھل جائے کہ فلاں حدیث موضوع ہے اور وہ بار بار کی وحی سے اس پر قائم کیا جائے تو کیا اب حسب منشاء بخاری یہ اعتقاد نہیں کریں گے کہ مُحدَّث کو وہ حدیث موضوع مان لینی چاہئے۔ پھر جبکہ آپ کا یہ اعتقاد ہے تو میں نے آپ پر کیا افترا کیا؟ حضرت مولوی صاحب آپ ایسے الفاظ کو کیوں استعمال کرتے ہیں۔ اتقوا اللہ کے مضمون کو کیوں اپنے دل میں قائم نہیں کرتے۔" (ایضاً صفحہ 44)

اس پر مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے لکھا کہ :

"مہربان من میں صحیح بخاری کو تسلیم کرتا ہوں اور اس حدیث پر جو صحیح بخاری میں محدَّث کے شان میں مروی ہے میں ایمان رکھتا ہوں و مع ھٰذا یہ اعتقاد رکھتا ہوں کہ جو شخص محدَّث کہلاوے اور صحیح بخاری یا صحیح مسلم کی احادیث

باقی صفحہ 18 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

کیا خوش قسمت ہیں یہ لوگ جو دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے تھے اور اگلے جہان میں بھی اس کی رضا حاصل کرنے والے ہیں

امین الامّت، عشرہ مبشرہ کی بشارت پانے والے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت ابوعبیدہ بن جرّاح رضی اللہ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

تین مرحومین پروفیسر ڈاکٹر نعیم الدین خٹک صاحب شہید آف پشاور، عزیزم اسامہ صادق ابن محمد صادق صاحب طالبِ علم جامعہ احمدیہ جرمنی اور مکرم سلیم احمد ملک صاحب استاد جامعہ احمدیہ یو کے کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 9؍اکتوبر 2020ء بمطابق 9؍اخاء 1399 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

گزشتہ خطبے میں حضرت ابوعبیدہؓ کا ذکر ہو رہا تھا آج بھی اس کا بقیہ حصہ بیان ہو گا۔

جنگِ یرموک جو جنگ تھی وہ یرموک جو شام کے نواحی علاقے میں ایک وادی کا نام ہے اس کے نام کی وجہ سے یہ یرموک تھی۔ 15؍ہجری میں شام میں سب سے بڑا معرکہ یرموک کی وادی میں دریائے یرموک کے کنارے ہوا۔ رومی لوگ باھانؔ کی قیادت میں اڑھائی لاکھ کے قریب جنگجو میدان میں لائے جبکہ مسلمانوں کی تعداد تیس ہزار کے قریب تھی جن میں ایک ہزار صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ان میں ایک سو کے قریب بدری صحابہ تھے۔

مشورے کے بعد مسلمانوں نے عارضی طور پر حِمص میں سے اپنی فوجوں کو واپس بلایا اور وہاں کے عیسائیوں سے کہا کہ چونکہ ہم عارضی طور پر تمہاری حفاظت سے دست کش ہو رہے ہیں لہٰذا تمہارا جزیہ تمہیں واپس کیا جاتا ہے۔ جو ٹیکس ان سے لیا جاتا تھا واپس کیا جاتا ہے کیونکہ جس مقصد کے لیے یہ جزیہ لیا جا رہا ہے وہ تمہارے کام ہم نہیں کر سکتے۔ چنانچہ حِمص والوں کو ان کا جزیہ واپس کیا گیا۔ یہ رقم کئی لاکھ کی تھی۔ جب یہ رقم انہیں واپس کی گئی تو عیسائی مسلمانوں کی حقیقت پسندی اور انصاف کی وجہ سے روتے تھے اور گھروں کی چھتوں پر چڑھ کر دعائیں کرتے تھے کہ اے رحم دل مسلمان حکمرانو! خدا تمہیں پھر واپس لائے۔ مسلمانوں کے حِمص سے پیچھے ہٹنے کی وجہ سے رومیوں کی ہمت اَور بھی بڑھ گئی اور وہ ایک عظیم لشکر کے ساتھ یرموک پہنچ کر مسلمانوں کے مقابلے پر خیمہ زن ہوئے لیکن دل میں وہ مسلمانوں کے جوشِ ایمانی سے خائف بھی تھے اس لیے صلح کے بھی متمنّی تھے، کوشش کر رہے تھے کہ صلح بھی ہو جائے۔ رومیوں کے سپہ سالار باھَان نے جارج نامی رومی قاصد کو اسلامی لشکر کی طرف بھیجا۔ جب وہ اسلامی لشکر میں پہنچا تو مسلمان مغرب کی نماز ادا کر رہے تھے۔ اس نے مسلمانوں کو خشوع و خضوع اور خدا کے سامنے سجدہ ریز ہوتے دیکھا تو بہت متاثر ہوا۔ اس نے حضرت ابوعبیدہؓ سے چند سوالات کیے جن میں سے ایک یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی کہ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ وَ رُوْحٌ مِّنْهُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ لَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا (النساء:172) کہ اے اہلِ کتاب! اپنے دین میں حد سے تجاوز نہ کرو۔ اللہ کے متعلق حق کے سوا کچھ نہ کہو۔ یقیناً مسیح عیسیٰ ابنِ مریم محض اللہ کا رسول ہے اور اس کا کلمہ ہے جو اس نے مریم کی طرف اتارا اور اس کی طرف سے ایک روح ہے۔ پس اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لے آؤ اور تین مت کہو۔ باز آؤ کہ اس میں تمہاری بھلائی ہے۔ یقیناً اللہ ہی واحد معبود ہے۔ وہ پاک ہے اس سے کہ اس کا کوئی بیٹا ہو۔ اسی کا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور بحیثیت کارساز اللہ بہت کافی ہے۔

پھر اس کے بعد اگلی آیت پڑھی۔ لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ (النساء:173) مسیح ہرگز اس امر کو برا نہیں منائے گا کہ وہ اللہ کا ایک بندہ متصور ہو اور نہ ہی مقرب فرشتے اسے برا منائیں گے۔

جارج نے جب قرآن کریم کی اس تعلیم کو سنا تو پکار اٹھا کہ بے شک مسیح کے یہی اوصاف ہیں اور کہا کہ تمہارا پیغمبر سچا ہے اور مسلمان ہو گیا۔ جو نمائندہ بن کے آیا تھا اب وہ اپنے لشکر میں واپس نہیں جانا چاہتا تھا لیکن حضرت ابوعبیدہؓ نے فرمایا کہ رومیوں کو بدعہدی کا گمان ہو گا اس لیے تم واپس جاؤ اور فرمایا کہ کل جو سفیر یہاں سے جائے گا اس کے ساتھ آ جانا۔ عیسائی لشکر کو حضرت ابوعبیدہؓ نے اسلام کی دعوت دی اور اسلامی مساوات، اخوت اور اسلامی اخلاق کو ان کے سامنے پیش کیا۔ اگلے دن حضرت خالدؓ ان کی طرف گئے مگر نتیجہ لاحاصل رہا اور جنگ کی تیاری شروع ہو گئی۔ لشکر کے پیچھے مسلمان خواتین تھیں جو جنگ میں لشکریوں کو پانی پلاتیں، زخمیوں کی دیکھ بھال کرتیں اور غازیوں کو جوش دلاتی تھیں۔ ان عورتوں میں حضرت اَسماء بنتِ ابوبکرؓ، حضرت ہند بنتِ عُتبہؓ، آپ حضرت ابوسفیانؓ کی بیوی تھیں اور فتح مکہ کے موقعے پر مسلمان ہوئی تھیں، حضرت اُمِّ اَبان وغیرہ تھیں۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے جنگ سے پہلے مسلمان خواتین کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے مجاہدات! خیموں کی چوبیں اکھاڑ کر ہاتھوں میں لے لو۔ پتھروں سے اپنی جھولیاں بھر لو اور مسلمانوں کو قتال کی ترغیب دو۔ ان کو کہو آج تمہارا مقابلہ ہے اور تم نے پیٹھ نہیں دکھانی۔ اگر کامیاب ہوتا دیکھو تو اپنی جگہ پر ہی بیٹھی رہنا۔ اگر دیکھو کہ مسلمان پیچھے ہٹ رہے ہیں تو ان کے مونہوں پر چوبیں مارنا اور پتھر برسا کر انہیں میدان جنگ میں واپس بھیجنا اور اپنے بچے اوپر اٹھانا اور ان سے کہنا کہ جاؤ اور اپنے اہل و عیال اور اسلام کی خاطر جانیں دو۔ اس کے بعد آپؓ مردوں سے یوں مخاطب ہوئے۔ اللہ کے بندو! خدا کی مدد کیلئے آگے بڑھو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدموں کو ثبات عطا کرے گا۔ اے اللہ کے بندو! صبر کرو کہ صبر ہی کفر سے نجات کا ذریعہ، خدا کو راضی کرنے کا سبب اور عار کو دھونے والا ہے۔ اپنی صفوں کو مت توڑنا، لڑائی کی ابتدا تم نہ کرنا، نیزوں کو تان لو، ڈھالوں کو سنبھال لو اور زبانوں کو خدا کے ذکر سے تر رکھو تا خدا اپنی منشا کو پورا کرے۔ لڑائی کی ابتدا نہیں کرنی لیکن جب جنگ، حملہ ہو جائے تو پھر پیٹھ نہیں دکھانی۔

دشمنوں کے لشکر کے آگے اس وقت سونے کی صلیب تھی اور ان کے اسلحے کی چمک آنکھوں میں چکاچوند پیدا کر رہی تھی۔ دوسرے وہ سر سے لے کے پیر تک لوہے میں ڈوبے ہوئے تھے یعنی زرہیں پہنی ہوئی تھیں۔ انہوں نے اس دن اپنے پیروں میں بیڑیاں بھی پہن لی تھیں کہ ہم میدانِ جنگ سے بھاگیں گے نہیں۔ یا مار دیں گے یا مر جائیں گے۔ پادری انجیل کے اقتباسات پڑھ کر انہیں جوش دلا رہے تھے۔ لشکرِ کفار سمندر کی لہروں کی طرح آگے بڑھا۔ دو اڑھائی لاکھ کی فوج تھی۔ یہ صرف تیس ہزار تھے۔ اور جنگ شروع ہوئی۔ ابتدا میں رومیوں کا پلڑا بھاری رہا اور انہوں نے مسلمانوں کو دھکیلنا شروع کیا۔

عیسائیوں نے مخفی طور پر یہ پتہ کرا لیا تھا کہ مسلمانوں میں صحابی کون کون سے ہیں اور پھر انہوں نے اپنے کچھ تیر انداز ایک ٹیلے پر بٹھا دیے اور انہیں ہدایت کر دی کہ وہ اپنے تیروں سے خصوصیت کے ساتھ صحابہ کو نشانہ بنائیں۔ وہ جانتے تھے کہ جب بڑے بڑے لوگ مارے گئے تو باقی فوج کے دل خود بخود ٹوٹ جائیں گے اور وہ میدان سے بھاگ جائیں گے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کئی صحابہ مارے بھی گئے اور کئی کی آنکھیں بھی ضائع ہو گئیں۔ یہ حالت دیکھی تو عکرمہ، ابوجہل کے بیٹے جو فتح مکہ کے وقت مسلمان ہو گئے تھے، جنہوں نے فتح مکہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کی تھی کہ دعا کیجئے کہ اللہ مجھے تلافیٔ مافات یعنی پہلے گزرے ہوئے واقعات کی تلافی کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ اپنے کچھ ساتھیوں کو ساتھ لے کر حضرت ابوعبیدہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کی کہ صحابہ بہت بڑی خدمات کر چکے ہیں۔ اب ہم جو بعد میں آئے ہیں ہمیں ثواب حاصل کرنے کا موقع دیا جائے۔ ہم لشکر کے قلب میں یعنی درمیان والے حصہ میں حملہ کریں گے اور عیسائی جرنیلوں کو مار ڈالیں گے۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے فرمایا کہ یہ بڑے خطرے کی بات ہے۔ اس طرح تو جتنے نوجوان جائیں گے وہ سب مارے جائیں گے۔ عکرمہؓ نے کہا کہ یہ ٹھیک ہے مگر اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں ہے۔ کیا آپ یہ پسند کرتے ہیں

کہ ہم نوجوان بچ جائیں اور صحابہ مارے جائیں۔ اب مسلمان ہوئے تو ایک ایمانی جوش تھا۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر جان قربان کرنے کی ایک تڑپ تھی۔ عکرمہؓ نے بار بار یہ اجازت چاہی کہ وہ چار سو سپاہیوں کے ساتھ دشمن کے لشکر کے مرکزی حصہ پر حملہ کریں۔ آخر حضرت ابوعبیدہؓ نے ان کے اصرار پر انہیں اجازت دے دی۔ اس پر انہوں نے لشکر کے مرکزی حصے پر حملہ کیا اور اسے شکست دے دی لیکن اس لڑائی میں ان میں سے اکثر نوجوان شہید ہو گئے اور مسلمان رومیوں کو ان کی خندقوں کی طرف دھکیلتے ہوئے لے گئے جو ان رومیوں نے اپنے پیچھے بنائی ہوئی تھیں۔ چونکہ انہوں نے اپنے آپ کو زنجیروں سے باندھا بھی ہوا تھا تا کہ کوئی دوڑ نہ سکے اس لیے وہ پے در پے ان خندقوں میں گرتے گئے۔ ایک گرتا تھا تو دس اور بھی لے کے ساتھ ہی گرتا تھا۔ اسّی ہزار کفار پیچھے ہٹتے ہوئے دریائے یرموک میں ڈوب کر مر گئے۔ ایک لاکھ رومیوں کو مسلمانوں نے میدانِ جنگ میں قتل کیا۔ مسلمان تین ہزار کے قریب شہید ہوئے۔ یہ تھی جنگ یرموک۔

(ماخوذ از روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب، جلد 2 صفحہ 21 تا 25) (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 10، صفحہ 181) (معجم البلدان، جلد 5، صفحہ 497، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت مصلح موعودؓ خاص طور پر اس کے خاتمے کے وقت کے بارے میں کچھ بیان فرماتے ہیں کہ جب جنگ ختم ہوئی تو مسلمانوں نے خاص طور پر عکرمہؓ اور ان کے ساتھیوں کو تلاش کیا تو کیا دیکھا کہ ان آدمیوں میں سے بارہ شدید زخمی ہیں۔ ان میں ایک عکرمہ بھی تھے۔ ایک مسلمان سپاہی ان کے پاس آیا اور عکرمہ کی حالت دیکھی، بڑی خراب تھی۔ اس نے کہا اے عکرمہ! میرے پاس پانی کی چھاگل ہے تم کچھ پانی پی لو۔ عکرمہؓ نے منہ پھیر کر دیکھا تو پاس ہی حضرت عباسؓ کے بیٹے حضرت فضلؓ زخمی حالت میں پڑے ہوئے تھے۔ عکرمہؓ نے اس مسلمان سے کہا کہ میری غیرت یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وقت مدد کی جب مَیں آپؐ کا شدید مخالف تھا وہ اور ان کی اولاد تو پیاس کی وجہ سے مر جائے اور میں پانی پی کر زندہ رہوں۔ ایک دوسرے کی خاطر قربانی کا ایک نیا جذبہ پیدا تھا۔ اس لیے پہلے انہیں یعنی حضرت فضل بن عباسؓ کو پانی پلا لو۔ اگر کچھ بچ جائے تو پھر میرے پاس لے آنا۔ وہ مسلمان حضرت فضلؓ کے پاس گیا۔ انہوں نے اگلے زخمی کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ پہلے اسے پانی پلاؤ وہ مجھ سے زیادہ مستحق ہے۔ وہ اس زخمی کے پاس گیا تو اس نے اگلے زخمی کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہ مجھ سے زیادہ مستحق ہے پہلے اسے پلاؤ پانی۔ اس طرح وہ جس سپاہی کے پاس جاتا وہ اسے دوسرے کے پاس بھیج دیتا اور کوئی نہ پیتا جب وہ آخری زخمی کے پاس پہنچا تو وہ فوت ہو چکا تھا۔ وہ واپس دوسرے کی طرف آیا یہاں تک کہ عکرمہ تک پہنچا مگر وہ سب فوت ہو چکے تھے۔

(ماخوذ از ہر احمدی عورت احمدیت کی صداقت کا ایک زندہ نشان ہے، انوار العلوم، جلد 26، صفحہ 230-231)

شام کے لوگ مختلف مذاہب کے پیرو تھے۔ زبانوں کا اختلاف تھا۔ ان کی نسلیں مختلف تھیں۔ حضرت ابوعبیدہؓ بن جَرّاح نے ان میں عدل و مساوات قائم کیا۔ داخلی امن وسکون بحال کیا۔ ہر ایک کو مذہبی آزادی دی اور اس اسلامی روح کو جاری کیا کہ تمام لوگ حضرت آدمؑ کی اولاد ہیں اور سب بھائی بھائی ہیں اور ان میں انسان ہونے کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں یعنی بعض دفعہ یہ بھی غلط الزام لگایا جاتا ہے کہ زبردستی مسلمان بنایا۔ آپؓ نے ان رومیوں کو مذہبی آزادی دی۔ قبیلوں کی پہچان کروائی۔ امن سکون قائم فرمایا۔ مذہبی آزادی قائم فرمائی۔ حضرت ابوعبیدہؓ ہی کی کوششوں سے جو عرب لوگ شام میں آباد تھے اور عیسائی مذہب کے پیرو تھے اسلام کی آغوش میں آ گئے۔ تبلیغ سے آئے، طاقت سے نہیں آئے۔ یا اس کے علاوہ مسلمانوں کا نمونہ دیکھ کے آئے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ اسکے علاوہ رومی اور عیسائی بھی آپ کے اخلاق سے متاثر ہو کر اسلام لے آئے۔ یرموک کی فتح سے چند روز قبل حضرت ابوبکرؓ کا وصال ہو گیا، آپؓ کی وفات ہو گئی اور حضرت عمرؓ خلیفہ منتخب ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے شام کی نگرانی اور فوجوں کی قیادت حضرت ابوعبیدہؓ کے سپرد کی۔ جب حضرت ابوعبیدہؓ کو حضرت عمرؓ کی اس تقرر کا خط پہنچا تو اس وقت جنگ پورے زوروں پر تھی اس لیے حضرت ابوعبیدہؓ نے اس کا اظہار نہ کیا اور حضرت خالد بن ولیدؓ کو جب اس کا علم ہوا کیونکہ حضرت خالد بن ولیدؓ اس وقت کمانڈر تھے تو انہوں نے پوچھا کہ آپ نے اس کو کیوں چھپائے رکھا۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے فرمایا اس لیے کہ ہم دشمن کے بالمقابل تھے اور مَیں کسی طرح آپ کی دل شکنی نہیں چاہتا تھا۔ جب مسلمانوں کو فتح ہوئی تو حضرت خالد کا لشکر عراق واپس جانے لگا تو حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت خالدؓ کو کچھ دیر اپنے پاس روکے رکھا۔ جب حضرت خالدؓ روانہ ہونے لگے تو انہوں نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمہیں خوش ہونا چاہیے کہ اس امّت کے امین تمہارے والی ہیں یعنی حضرت ابوعبیدہؓ۔ اس پر ابوعبیدہؓ نے فرمایا مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ خالد بن ولید خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔ غرض اس طرح محبت اور احترام کی فضا میں دونوں قائد ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔

(ماخوذ از روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب، جلد 2، صفحہ 26-27)

یہ ہے مومن کا تقویٰ کہ نہ نام کی خواہش، نہ نمود کی خواہش، نہ کسی افسری اور عہدے کی خواہش۔ مقصد ہے تو صرف ایک کہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کی جائے اور خدا تعالیٰ کی بادشاہت دنیا میں قائم کی جائے۔ پس یہ لوگ جو ہیں یہ ہمارے لیے اسوۂ حسنہ ہیں۔ اور ہر عہدے دار کو بلکہ ہر احمدی کو ان باتوں کو اپنے سامنے رکھنا چاہیے۔

فتح بیت المقدس کا واقعہ بیان ہوتا ہے۔ اس کا بھی تعلق حضرت ابوعبیدہؓ کے ساتھ ہے۔ حضرت عمرو بن عاصؓ کی قیادت میں اسلامی لشکر فلسطین کی طرف بڑھا۔ انہوں نے جب فلسطین کے شہروں کو فتح کر کے بیت المقدس کا محاصرہ کر لیا تو حضرت ابوعبیدہؓ کا لشکر بھی ان سے آن ملا۔ عیسائیوں نے قلعہ بندی سے تنگ آ کر صلح کی پیشکش کی لیکن شرط یہ رکھی کہ خود حضرت عمرؓ آ کر صلح کا معاہدہ کریں۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے عیسائیوں کی اس پیشکش کو حضرت عمرؓ تک پہنچایا، حضرت عمرؓ کو اس کی اطلاع دی۔ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ کو اپنے پیچھے امیر مقرر فرما کر ربیع الاول 16 ؍ہجری کو مدینے سے روانہ ہو کر جابیہ مقام پر جو دمشق کے مضافات میں ایک بستی ہے وہاں پہنچے جہاں قائدین نے آپ کا استقبال کیا، وہاں قائدین موجود تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میرا بھائی کہاں ہے؟ لوگوں نے پوچھا یا امیر المومنینؓ! آپؓ کی مراد کون ہے؟ آپؓ نے فرمایا ابوعبیدہؓ۔ عرض کیا گیا کہ ابھی آتے ہیں۔ اتنے میں حضرت ابوعبیدہؓ اونٹنی پر سوار ہو کر آئے اور سلام عرض کر کے خیریت دریافت کی۔ حضرت عمرؓ نے باقی سب لوگوں کو جانے کے لیے کہا اور خود حضرت ابوعبیدہؓ کے ساتھ ان کی قیام گاہ پر تشریف لائے۔ گھر پہنچ کر دیکھا کہ وہاں صرف ایک تلوار، ڈھال، چٹائی اور ایک پیالے کے سوا کچھ نہ تھا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ابوعبیدہؓ! کچھ سامان بھی مہیا کر لیتے۔ گھر میں کچھ تو سامان رکھنا چاہئے۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے عرض کی یا امیر المومنین! یہ ہمیں آسائش کی طرف مائل کر دے گا۔ اگرچہ میں سامان تو مہیا کر سکتا ہوں لیکن پھر آسائشوں اور سہولتوں کو دیکھ کر انہی چیزوں میں پڑ جاؤں گا۔ اس لیے مَیں نہیں چاہتا کہ ایسی چیزیں رکھوں۔ اس موقع پر حضرت بلالؓ کی اذان کا ایک روح پرور واقعہ بھی پیش آیا۔ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے۔ حضرت بلالؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اذان نہ دیتے تھے۔ اس موقعے پر ایک دفعہ نماز کا وقت ہوا تو لوگوں نے حضرت عمرؓ سے اصرار کیا کہ وہ حضرت بلالؓ کو اذان دینے کا حکم دیں۔ حضرت عمرؓ کے حکم پر حضرت بلالؓ نے جب اذان دی تو سب آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ لوگوں کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور لوگوں میں سب سے زیادہ حضرت عمرؓ روئے کیونکہ اس اذان نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ یاد کرا دیا۔ (ماخوذ از روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب، جلد 2، صفحہ 28 تا 30)
(معجم البلدان، جلد 2، صفحہ 106، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

رومیوں کی آخری کوشش کے بارے میں لکھا ہے کہ 17 ؍ہجری میں رومیوں نے مسلمانوں سے شام واپس لینے کیلئے ایک آخری کوشش کی اور شمالی شام، الجزیرہ، شمالی عراق اور آرمینیا کے کردوں، بدوؤں، عیسائیوں اور ایرانیوں نے ہرقل سے اپیل کی کہ مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد کی جائے۔ انہوں نے اپنی طرف سے تیس ہزار کے لشکر کی پیشکش کی۔ گو کہ اس وقت تک الجزیرہ کا اکثر حصہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے فتح کر لیا تھا مگر تا ہم وہاں کے بدوؤں پر ابھی تک ان کا قبضہ نہیں ہوا تھا اور قیصرِ روم کی بحری طاقت ابھی برقرار تھی۔ اس نے موقعے کو غنیمت جانا اور ایک بڑی بحری فوج کے ساتھ حملہ کر دیا جبکہ بدوی قبائل کے ایک عظیم لشکر نے حِمص کا محاصرہ کر لیا اور شمالی شام کے کچھ شہروں نے بغاوت کر دی۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت عمرؓ کو امدادی کمک کیلئے لکھا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو فوراً کوفہ سے امدادی فوج بھیجنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ حضرت سعدؓ نے قَعقَاع بن عمرو کی زیرِ سرکردگی ایک فوج کوفہ سے روانہ کی مگر اس کے باوجود رومی لشکر اور مسلمانوں کے لشکر کی تعداد میں بہت زیادہ فرق تھا۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے لشکر کے سپاہیوں سے ایک جوشیلا خطاب کیا اور فرمایا کہ مسلمانو! آج جو ثابت قدم رہ گیا اور اگر زندہ بچا تو ملک و مال اس کو ملے گا اور اگر مارا گیا تو شہادت کی دولت ملے گی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس حال میں مرے کہ وہ مشرک نہ ہو تو وہ ضرور جنت میں داخل ہو گا۔ دونوں گروہوں میں جنگ ہوئی تو مسلمانوں کے مقابلے میں تھوڑی ہی دیر میں رومیوں کے پیر اکھڑ گئے اور وہ مَرجُ الدِّیبَاج جو شام کے سرحدی علاقے پر ایک شہر مَصِّیصَہ ہے اس سے دس میل کے فاصلے پر ایک پہاڑی وادی کا نام ہے وہاں تک بھاگتے چلے گئے اور اس کے بعد کبھی قیصر کو شام کی طرف پیش قدمی کرنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ (عشرہ مبشرہ از بشیر ساجد، صفحہ 816-817، البدر پبلیکیشنز اردو بازار لاہور، 2000ء) (سیر الصحابہ از شاہ معین الدین ندوی، جلد 2، صفحہ 131، دار الاشاعت اردو بازار کراچی پاکستان)
(معجم البلدان، جلد 5، صفحہ 118، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

طاعونِ عَمَوَاس: یہ بھی ایک جگہ ہے جو رملہ سے بیت المقدس کے راستے پر چھ میل کے فاصلے پر ایک وادی ہے۔ کتب تاریخ میں لکھا ہے کہ اسے طاعون عمواس اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہاں سے اس مرض کا آغاز ہوا تھا۔ اس مرض سے شام میں لاتعداد اموات ہوئیں۔ بعض کے نزدیک اس سے پچیس ہزار کے قریب اموات ہوئیں۔ اس کی تفصیل بخاری کی ایک روایت میں ملتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ سَرْغ مقام یعنی سرغ وہ ہے جو شام اور حجاز کے سرحدی علاقے میں وادی تبوک کی ایک بستی ہے جو مدینے سے تیرہ راتوں کی مسافت پر ہے۔ پرانی تاریخوں میں اس طرح ہی لکھا ہوتا تھا۔ اس کا مطلب کوئی ہزار میل کے قریب ہوگا، وہاں پہنچے تو آپؓ کی ملاقات فوجوں کے امراء حضرت ابوعبیدہؓ اور ان کے ساتھیوں سے ہوئی۔ ان لوگوں نے حضرت عمرؓ کو بتایا کہ شام کے ملک میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے پاس مشورے کیلئے اوّلین مہاجرین کو بلایا۔ حضرت عمرؓ نے ان سے مشورہ کیا مگر مہاجرین میں اختلاف رائے ہو گئی۔ بعض کا کہنا تھا کہ یہاں سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے جبکہ بعض نے کہا کہ اس لشکر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ شامل ہیں اور ان کو اس وبا میں ڈالنا مناسب نہیں۔ حضرت عمرؓ نے مہاجرین کو واپس بھجوا

دیا اور انصار کو بلایا اور ان سے مشورہ لیا مگر انصار کی رائے میں بھی مہاجرین کی طرح اختلاف ہوگیا۔ حضرت عمرؓ نے انصار کو بھجوایا اور پھر فرمایا کہ قریش کے بوڑھے لوگوں کو بلاؤ جو فتح مکہ کے وقت اسلام قبول کر کے مدینہ آئے تھے۔ ان کو بلایا گیا۔ انہوں نے ایک زبان ہوکر مشورہ دیا کہ ان لوگوں کو ساتھ لے کر واپس لوٹ چلیں اور وبائی علاقے میں لوگوں کو نہ لے کے جائیں۔ حضرت عمرؓ نے ان لوگوں میں واپسی کا اعلان کروا دیا۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے اس موقع پر سوال کیا کہ اللہ کی تقدیر سے فرار ممکن ہے؟ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ سے فرمایا اے ابوعبیدہؓ! کاش تمہارے علاوہ کسی اَور نے یہ بات کہی ہوتی۔ ہاں ہم اللہ کی تقدیر سے فرار ہوتے ہوئے اللہ ہی کی تقدیر کی طرف جاتے ہیں۔ کیونکہ ایک تقدیر سے دور جا رہے ہیں لیکن دوسری تقدیر بھی اللہ کی ہے اس طرف جا رہے ہیں۔ فرمایا کہ اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم ان کو لے کر ایسی وادی میں اترو جس کے دو کنارے ہوں۔ ایک سرسبز ہو اور دوسرا خشک ہو تو کیا ایسا نہیں ہے کہ اگر تم اپنے اونٹوں کو سرسبز جگہ پر چراؤ تو وہ اللہ کی تقدیر سے ہے اور اگر تم ان کو خشک جگہ پر چراؤ تو وہ بھی اللہ کی تقدیر سے ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ اتنے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بھی آ گئے جو پہلے اپنی کسی مصروفیت کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکے تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ میرے پاس اس مسئلے کا علم ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ جب تم کسی جگہ کے بارے میں سنو کہ وہاں کوئی وبا پھوٹ پڑی ہے تو وہاں مت جاؤ اور اگر کوئی مرض کسی ایسی جگہ پر پھوٹ پڑے جہاں تم رہتے ہو تو وہاں سے فرار ہوتے ہوئے باہر بھی مت نکلو۔ اس پر حضرت عمرؓ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور واپس لوٹ گئے۔

(صحیح البخاری، کتاب الطب، باب مایُذکر فی الطاعون، حدیث نمبر 5729) (معجم البلدان، جلد 4، صفحہ 177-178، دارالکتب العلمیۃ بیروت) (معجم البلدان، جلد 3، صفحہ 239، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

طاعون عمواس کے بارے میں حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ''حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شام تشریف لے گئے اور وہاں طاعون پڑ گئی جو طاعون عمواس کے نام سے مشہور ہے اور حضرت ابوعبیدہؓ اور اسلامی لشکر نے آپ کا استقبال کیا تو اس وقت صحابہؓ نے مشورہ دیا کہ چونکہ اس وقت علاقہ میں طاعون کی وبا پھیلی ہوئی ہے اس لیے آپ کو واپس تشریف لے جانا چاہیے۔ حضرت عمرؓ نے ان کے مشورہ کو قبول کر کے فیصلہ کر لیا کہ آپ واپس لوٹ جائیں گے۔ حضرت ابوعبیدہؓ ظاہر پر بڑا اصرار کرنے والے تھے۔ انہیں جب اس فیصلہ کا علم ہوا تو انہوں نے کہا کہ أَتَفِرُّ مِنَ الْقَضَاءِ کیا آپ قضائے الٰہی سے بھاگ رہے ہیں؟ حضرت عمرؓ نے کہا أَفِرُّ مِنْ قَضَاءِ اللّٰہِ اِلٰی قَدَرِ اللّٰہِ۔ مَیں اللہ تعالیٰ کی قضا سے اس کی قدر کی طرف بھاگ رہا ہوں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا ایک خاص فیصلہ ہے اور ایک عام فیصلہ۔ یہ دونوں فیصلے اسی کے ہیں۔ کسی اَور کے نہیں۔ پس میں اس کے فیصلہ سے بھاگ نہیں رہا بلکہ اس کے ایک فیصلہ سے اس کے دوسرے فیصلہ کی طرف جا رہا ہوں۔ تاریخوں میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ کو جب طاعون کی خبر ملی اور آپؓ نے مشورہ کے لیے لوگوں کو اکٹھا کیا تو آپؓ نے دریافت فرمایا کہ شام میں تو پہلے بھی طاعون پڑا کرتی ہے۔ پھر لوگ ایسے موقعے پر کیا کیا کرتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ جب طاعون پھیلتی ہے تو لوگ بھاگ کر اِدھر اُدھر چلے جاتے ہیں اور طاعون کا زور ٹوٹ جاتا ہے'' یعنی بجائے شہر میں رہنے کے اردگرد کے علاقوں میں باہر کھلی جگہوں پر چلے جاتے ہیں۔ ''اسی مشورہ کی طرف آپؓ نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے ایک عام قانون بھی بنایا ہوا ہے کہ جو شخص طاعون کے مقام سے بھاگ کر اِدھر اُدھر کھلی ہوا میں چلا جائے وہ بچ جاتا ہے۔ پس جبکہ یہ قانون بھی خدا تعالیٰ کا ہی بنایا ہوا ہے تو میں اس کے کسی قانون کی خلاف ورزی نہیں کر رہا بلکہ اس کی قضا سے قدر کی طرف لوٹ رہا ہوں۔ یعنی خدا تعالیٰ کے خاص قانون کے مقابلہ میں اس کے عام قانون کی طرف جا رہا ہوں۔ پس تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ میں بھاگ رہا ہوں۔ میں صرف ایک قانون سے اس کے دوسرے قانون کی طرف جا رہا ہوں۔'' (تفسیر کبیر، جلد 5، صفحہ 170-171)

حضرت عمرؓ مدینہ واپس آ گئے مگر آپؓ کو طاعون کے پھیلنے کی وجہ سے بہت گھبراہٹ اور پریشانی تھی۔ ایک دن حضرت عمرؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ کو خط بھجوایا کہ مجھے تم سے ایک ضروری کام ہے اس لیے جب تمہیں یہ خط پہنچے تو فوراً مدینے کیلئے روانہ ہو جانا۔ اگر خط رات کو پہنچے تو صبح ہونے کا انتظار نہ کرنا اور اگر خط صبح پہنچے تو رات ہونے کا انتظار نہ کرنا۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے جب وہ خط پڑھا تو کہنے لگے کہ مَیں امیر المومنین کی ضرورت کو جانتا ہوں۔ اللہ حضرت عمرؓ پر رحم کرے کہ وہ اسے باقی رکھنا چاہتے ہیں جو باقی رہنے والا نہیں ہے۔ سمجھ گئے کہ کیا گھبراہٹ ہے؟ کس وجہ سے ہے؟ پھر اس خط کا جواب دیا کہ یا امیر المومنین! میں آپؓ کی منشا کو سمجھ گیا ہوں۔ مجھے نہ بلائیے۔ یہیں رہنے دیجئے۔ مَیں مسلمان سپاہیوں میں سے ایک ہوں۔ جو مقدّر ہے وہ ہو کر رہے گا۔ مَیں ان سے کیسے منہ موڑ سکتا ہوں؟ حضرت عمرؓ نے جب وہ خط پڑھا تو آپؓ رو پڑے۔ مہاجرین میں بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے پوچھا یا امیر المومنین! کیا حضرت ابوعبیدہؓ فوت ہو گئے۔ آپؓ نے فرمایا نہیں لیکن شاید ہو جائیں۔

(سیر اعلام النبلاء، جلد 1، صفحہ 18-19، ابوعبیدہ بن الجراح، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت لبنان، 1996ء)

پھر حضرت عمرؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ کو لکھا کہ مسلمانوں کو اس خطے سے نکال کر کسی صحت افزا مقام پر لے جاؤ۔ جب بھی کوئی مسلمان سپاہی طاعون سے شہید ہوتا تو حضرت ابوعبیدہؓ رو پڑتے اور اللہ سے شہادت طلب کرتے۔ ایک روایت میں ہے کہ اس وقت آپؓ یہ دعا پڑھتے کہ اے اللہ! کیا ابوعبیدہ کی آل کا اس میں یعنی شہادت میں حصہ نہیں۔ ایک دن حضرت ابوعبیدہؓ کی انگلی پر ایک چھوٹی سی پھنسی نمودار ہوئی۔ اس کو دیکھ کر آپ نے کہا امید ہے کہ اللہ اس تھوڑے میں برکت ڈالے گا اور جب تھوڑے میں برکت ہو تو وہ بہت ہو جاتا ہے۔

عِرْباض بن ساریہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوعبیدہؓ طاعون سے بیمار ہوئے تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت ابوعبیدہؓ نے میرے سے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو طاعون سے مرے وہ شہید ہے۔ جو پیٹ کی بیماری سے مرے وہ شہید ہے۔ جو ڈوب کر مرے وہ شہید ہے اور جو چھت کے گرنے سے دب کر مر جائے وہ شہید ہے۔ جب حضرت ابوعبیدہؓ کا آخری وقت آیا تو لوگوں سے فرمایا کہ لوگو! مَیں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں اگر قبول کرو گے تو فائدے میں رہو گے۔ نصیحت یہ ہے کہ نماز کو قائم کرنا۔ زکوٰۃ ادا کرنا۔ رمضان کے روزے رکھنا۔ صدقہ دیتے رہنا۔ حج کرنا۔ عمرہ کرنا۔ ایک دوسرے کو اچھی باتوں کی تاکید کرنا۔ اپنے امراء سے خیر خواہی کرنا۔ انہیں دھوکا نہ دینا۔ دیکھو تمہیں عورتیں تمہارے فرائض سے غافل نہ کر دیں۔ اگر آدمی ہزار سال بھی زندہ رہے تب بھی ایک دن اسے اس دنیا سے رخصت ہونا ہے جیسا میں رخصت ہوا چاہتا ہوں۔ اللہ نے بنی آدم کیلئے موت مقدر کر رکھی ہے۔ ہر شخص مرے گا۔ عقلمند وہ ہے جو موت کیلئے تیار رہتا ہے اور اس دن کیلئے تیاری کرتا ہے۔ امیر المومنین کو میرا اسلام پہنچا دینا اور عرض کرنا کہ میں نے تمام امانتیں ادا کر دی ہیں۔ پھر حضرت ابوعبیدہؓ نے فرمایا کہ مجھے میرے فیصلہ کے مطابق یہیں دفن کر دینا۔ چنانچہ اردن کی زمین میں وادی بَیْسَان میں آپؓ کی قبر ہے۔ بعض روایات کے مطابق حضرت ابوعبیدہ بن جَرّاحؓ جَابِیَہ سے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کیلئے جا رہے تھے تو راستہ میں آپؓ کی وفات کا وقت آ گیا اور دوسری روایت کے مطابق آپؓ کی وفات شام کے علاقہ فِحْل میں ہوئی اور آپؓ کی قبر بَیْسَان مقام کے پاس ہے۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے مرض الموت میں حضرت معاذ بن جبلؓ کو اپنا قائمقام مقرر فرمایا۔ جب حضرت ابوعبیدہؓ کی وفات ہوئی تو حضرت معاذؓ نے لوگوں سے کہا لوگو! آج ہم میں سے وہ شخص جدا ہوا ہے جس سے زیادہ صاف دل، بے کینہ، لوگوں سے محبت کرنے والا اور ان کا خیر خواہ مَیں نے نہیں دیکھا۔ دعا کرو کہ اللہ اس پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

(ماخوذ از روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب، جلد 2، صفحہ 31 تا 33) (سیر اعلام النبلاء، جلد 1، صفحہ 22-23، ابوعبیدہ بن الجراح، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت لبنان 1996ء)

حضرت ابوعبیدہ بن جَرّاحؓ نے 18 ہجری میں وفات پائی۔ اس وقت آپ کی عمر 58 سال تھی۔

(استیعاب، جلد 2، صفحہ 343، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت 2010ء)

ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ کو چار ہزار درہم اور چار سو دینار بھجوائے اور اپنے قاصد سے فرمایا کہ دیکھنا وہ اس مال کا کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ جب وہ قاصد یہ مال لے کر حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس پہنچا تو حضرت ابوعبیدہؓ نے ساری رقم لوگوں میں تقسیم کر دی۔ قاصد نے یہ تمام واقعہ حضرت عمرؓ سے بیان کیا جس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اسلام میں ابوعبیدہؓ جیسے پیدا کیے۔

حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ اپنے ساتھیوں سے کہا کسی چیز کی خواہش کرو۔ کسی نے کہا میری خواہش ہے کہ یہ گھر سونے سے بھر جائے اور میں اسے اللہ کی راہ میں خرچ کروں اور صدقہ کر دوں۔ ایک شخص نے کہا کہ میری خواہش ہے کہ یہ مکان ہیرے جواہرات سے بھر جائے اور میں اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کروں اور صدقہ کر دوں۔ پھر حضرت عمرؓ نے کہا اور خواہش کرو۔ انہوں نے کہا اے امیر المومنین! ہمیں سمجھ نہیں آ رہی کہ ہم کیا خواہش کریں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میری یہ خواہش ہے کہ یہ گھر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ اور سالم مولیٰ ابوحذیفہؓ اور حضرت حذیفہ بن یمانؓ جیسے لوگوں سے بھرا ہوا ہو یعنی ایسے وہ لوگ ہوں۔

(المستدرک علی الصحیحین، جلد 3، صفحہ 252، حدیث 5005، کتاب معرفۃ الصحابۃ ذکر مناقب سالم مولیٰ ابی حذیفہ، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

پس کیا خوش قسمت ہیں یہ لوگ جو دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے تھے اور اگلے جہان میں

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو میرے جلال اور میری عظمت کیلئے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے اور آج جبکہ میرے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہے، میں اپنے اس سایۂ رحمت میں انہیں جگہ دوں گا۔ (صحیح مسلم، کتاب البر، حدیث، 2566)

طالبِ دعا: اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلا پالم، صوبہ تامل ناڈو)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جب تم کسی شخص کو مسجد میں عبادت کیلئے آتے جاتے دیکھو تو تم اس کے مومن ہونے کی گواہی دو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ کی مساجد کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب المساجد والجماعۃ، حدیث 802)

طالبِ دعا: مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

بھی اس کی رضا حاصل کرنے والے ہیں۔ آج ان کا ذکر ختم ہوا۔

کچھ جنازے پڑھاؤں گا۔ ان کا ذکر یوں ہے۔ ایک ہمارے شہید پروفیسر ڈاکٹر نعیم الدین خٹک صاحب ابن فضل الدین خٹک صاحب ضلع پشاور ہیں جو پچھلے دنوں میں شہید ہوئے تھے۔ 5/اکتوبر کو دوپہر ڈیڑھ بجے فائر کر کے ان کو مخالفین نے شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ یہ تقریباً ڈیڑھ بجے سپیریئر سائنس کالج جس میں پڑھاتے تھے وہاں سے پڑھانے کے بعد اپنے گھر جا رہے تھے تو دو موٹر سائیکل سوار آئے اور انہوں نے فائرنگ کر کے ان کو موقع پر شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ شہید کی عمر 56 سال تھی۔ پچیس سال سے آپ شعبہ تدریس سے وابستہ تھے۔ انہوں نے قائداعظم یونیورسٹی سے ایم فِل کیا تھا اور اس کے بعد سکالرشپ پر چائنہ چلے گئے۔ وہاں مائیکرو انوائرنمینٹل بائیالوجی میں پی ایچ ڈی کی۔ اس کے بعد اسلامیہ کالج یونیورسٹی میں خدمات سرانجام دیں۔ پشاور یونیورسٹی میں پڑھاتے رہے۔ پی ایچ ڈی کا جو پینل ہوتا ہے لوگوں کے، لڑکوں کے، سٹوڈنٹس کے انٹرویو لینے والا اس کے ممبر تھے۔ پاکستان کے مختلف تعلیمی ادارے ان کو لیکچر کیلئے بلاتے رہتے تھے۔ یہ محکمہ تعلیم سے ہی زیادہ تر منسلک رہے۔

ان کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے دادا رکن الدین صاحب خٹک کے ذریعے سے ہوا جو ضلع کرک کے تھے اور دادی محترمہ بی بی نور نامہ صاحبہ بھی احمدی ہوئیں۔ ان کے والد کا نام شیر زمان تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے اور قادیان سے واپسی پر حضور علیہ السلام کی طرف سے انہیں ایک کرتہ مبارک بھی تحفے میں ملا تھا۔ یہ تبرک ان کی فیملی میں ابھی تک ہے۔ شہید مرحوم کے والد فضل الدین صاحب محکمہ لائیوسٹاک میں ویٹرنری ڈاکٹر تھے اور ڈپٹی ڈائریکٹر کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ معروف شاعر بھی تھے۔ ان کی والدہ محبوبہ لرحمٰن صاحبہ ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ تعلیم کی تھیں وہیں سے ریٹائرڈ ہوئیں۔ کئی سال ان کی فیملی کو مخالفانہ حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ شہید مرحوم کے سسر بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ صدر جماعت اچینی پایان پشاور 2019ء میں اغوا کیے گئے تھے۔ ان کا تاحال کچھ پتہ نہیں لگا کہ یہ کہاں ہیں۔ بازیابی نہیں ہوئی۔ شہید مرحوم نمایاں خصوصیات کے حامل تھے۔ جماعتی خدمات کے طور پر باوجود اس کے کہ یہ پڑھے لکھے تھے لیکن سیکیورٹی ڈیوٹی دینے کیلئے حاضر ہوتے تھے۔ مہمان نوازی ان کا بڑا خاص شیوہ تھا۔ ہمدردی خلق، غریبوں کی امداد، خاندان کے ہر فرد سے ہمدردی کا تعلق، تعلیم کی طرف خصوصی توجہ تھی۔ احمدی بچوں کو بار بار تعلیم حاصل کرنے کی نصیحت کرتے۔ اپنے بچوں کو بھی اعلیٰ تعلیم دلوائی۔ ان کی اہلیہ محترمہ سعدیہ بشریٰ صاحبہ نے بتایا کہ شہید مرحوم شہادت سے ایک ہفتہ قبل ربوہ آ کر جب بہشتی مقبرہ میں گئے تو کہا کہ کاش ہمیں بھی یہاں جگہ ملے لیکن پھر کہنے لگے کہ ہماری قسمت کہاں کہ ہمیں یہاں جگہ ملے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے ان کی اس خواہش کو اس طرح پورا کیا کہ ان کی تدفین ربوہ میں ہو گئی ہے۔ شہید مرحوم کے برادر نسبتی ڈاکٹر منیر احمد خان ہیں جو آج کل طاہر ہارٹ میں کام کرتے ہیں وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ شہید نے ان کو بتایا تھا کہ ایک مخالف پروفیسر ہے جو ان کی اور ان کے بچوں کی تصویریں مخالفین کو دکھاتا ہے اور ان کو ترغیب دے رہا ہے کہ ان کو مار دو۔ ان کے گھر کے باہر بھی مخالفانہ بینر لگائے گئے تھے اور کہتے ہیں کہ وفات سے ایک ہفتہ پہلے یہاں مجھے ملنے آئے تو میں نے کہا ہمارے ساتھ کھانا کھا لیں۔ کہنے لگے نہیں کھانا میں لنگر خانے میں کھاؤں گا اور جو مزہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لنگر کے کھانے کا ہے اور جو برکت وہاں سے ملتی ہے وہ کہیں اَور سے نہیں ملتی۔ آئندہ پھر کبھی دیکھیں گے۔ شہید مرحوم کے پسماندگان میں ان کی اہلیہ سعدیہ نعیم صاحبہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے شامل ہیں۔ ایک بیٹی شادی شدہ ہیں اور باقی دو بیٹیاں پڑھائی کر رہی ہیں۔ ایک بیٹا ان کا انجنیئر ہے اور ایک بیٹا فرسٹ ایئر کا طالب علم ہے۔ کلیم الدین خٹک انجنیئر ہیں اور نور الدین خٹک فرسٹ ایئر کے طالبعلم ہیں۔ ان کے ایک اور رشتہ دار نوید احمد صاحب امیر جماعت پشاور جو جماعتی خدمت کر رہے ہیں وہ بھی ان کے برادر نسبتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کے لواحقین کو بھی صبر عطا فرمائے۔

دوسرا جنازہ عزیزم اسامہ صادق ابن محمد صادق صاحب کا ہے۔ جامعہ احمدیہ جرمنی کے طالبعلم تھے۔ گذشتہ دنوں جرمنی میں دریائے رائن میں ڈوب کر وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ وفات کے وقت عزیزم کی عمر بیس سال تھی۔ پاکستان سے چک سکندر گجرات کے رہنے والے تھے۔ بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ ان کے لواحقین میں والدین کے علاوہ ان کی پانچ بہنیں اور ایک بھائی شامل ہیں۔ ان کے خاندان میں احمدیت ان کے ددھیال کی طرف سے حضرت مصلح موعودؓ کے دَور میں آئی تھی اور ان کے دادا اپنے دو بھائیوں سمیت احمدی ہوئے تھے۔ بعد میں دوسرے تو احمدیت سے پھر گئے لیکن ان کے دادا احمدیت پر قائم رہے۔ ننھیال میں احمدیت ان کے پڑنانا حضرت شاہ محمد صاحب اور ان کے والد حضرت لنگر محمد صاحب کے ذریعے آئی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے جنہوں نے 1903ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر جہلم میں بیعت کی تھی۔ چک سکندر میں 1989ء میں جماعتی حالات بہت خراب ہو گئے تھے۔ احمدیوں کے خلاف بہت جلوس نکالے گئے تو عزیزم کے والدین کو بھی بڑی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ عزیزم کی والدہ کو زدوکوب بھی کیا گیا۔ ان کے والد صادق صاحب پر جھوٹا مقدمہ بنایا گیا جو سات سال تک چلتا رہا۔ بہرحال پھر یہ جرمنی آ گئے۔ ابتدائی تعلیم تو اس نے وہیں سے حاصل کی تھی۔ یہاں آ کے پھر عزیز نے جامعہ میں داخلہ لیا اور جامعہ احمدیہ کا تیسرا سال حال ہی میں مکمل کیا تھا لیکن بہرحال اللہ تعالیٰ کی تقدیر تھی کہ اس کو اپنے پاس بلا لیا۔

ان کے والد کا کہنا ہے کہ مَیں مرحوم کی جتنی بھی تعریف کروں تھوڑی ہے کیونکہ اس نے تھوڑی سی عمر میں بہت کام کیے۔ وہ ایک طالبعلم ہوتے ہوئے بہت ہی ہونہار بچہ تھا۔ اس کا زیادہ وقت پڑھائی میں گزرتا۔ کورونا کی وجہ سے اس نے چھ ماہ گھر پر گزارے تھے۔ نماز باجماعت کے ساتھ ساتھ رمضان میں روزے بھی سارے رکھے بلکہ وہی نماز کی امامت کراتا اور نماز تراویح بھی باجماعت پڑھاتا تھا۔ چھٹیوں کے بعد جامعہ جانے کی تیاری کر رہا تھا مگر اللہ کو پیارا ہو گیا۔ ان کی والدہ کہتی ہیں: بے پناہ خوبیوں کا مالک تھا اور بڑی ذمے داری سے ہر کام کرتا تھا اور یہ بھی کہ جلد مکمل ہو جائے۔ بڑی سادہ طبیعت تھی۔ بہت کم گو تھا۔ ضرورت کے وقت بات کرتا۔ والدین کا انتہائی فرمانبردار، مضبوط ارادہ رکھنے والا، طبیعت سنجیدہ لیکن دُور اندیش۔ مختلف زبانوں پر عبور حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہتا تھا اور اس کیلئے عربی، فارسی اور انگلش اور جرمن پر خاص طور پر توجہ دیتا تھا۔ جرمنی کے نیشنل سیکرٹری تبلیغ فرید صاحب لکھتے ہیں کہ اسامہ کئی خوبیوں کا مالک تھا۔ ان میں ایک خوبی شوق سے تبلیغی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی بھی تھی۔ اپنی وفات سے دو روز قبل بھی مسلسل تین دن فلائر کی تقسیم کیلئے مشرقی جرمنی گیا تھا۔ جب بھی فلائر تقسیم کرنے کا پوچھا گیا تو کبھی انکار نہیں کیا اور بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جامعہ جرمنی سے فارغ التحصیل مربی صہیب ناصر ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے سے چار سال جونیئر تھا لیکن عبادت میں وہ میرے لیے نمونہ تھا۔ مسجد میں نماز کے لیے اکثر پہلی صف میں دیکھا۔ مسجد میں نماز سے پہلے آ کر نوافل ادا کیا کرتا۔ نماز کے بعد اکثر ذکرِ الٰہی میں مصروف رہتا۔ ان طلبہ میں شامل تھا جو سب سے پہلے مسجد آتے اور سب سے آخر پر مسجد سے نکلتے۔ اسی طرح جمعے کی نماز میں بھی پہلی صف میں بیٹھتا۔ جامعہ کی پڑھائی میں بڑا سنجیدہ تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند فرمائے۔ اس کے والدین کو اور بہن بھائیوں کو صبر عطا فرمائے۔

اگلا جنازہ سلیم احمد ملک صاحب کا ہے جو یہاں پہلے تو حکومت میں یا تعلیمی اداروں میں شعبہ تعلیم سے منسلک رہے۔ اس کے بعد، ریٹائرمنٹ کے بعد جب جامعہ شروع ہوا تو جامعہ کے استاد بھی رہے۔ 87 سال کی عمر میں 24/ستمبر کو ان کی وفات ہوئی تھی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ ان کے دادا حضرت ملک نور الدین صاحب اور والد حضرت ملک عزیز احمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔ ان کے والد صاحب کا ایک واقعہ ان کی والدہ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ ملک صاحب کے گھر والے افراد میں سے، ان کے ددھیال میں سے ایک بار بہت سے افراد کسی بیماری کی وجہ سے وفات پا گئے تو اُن کی والدہ نے یعنی اِن کی دادی نے شاید حکیم مولانا نور الدین صاحب کو بچے کی حالت بتائی۔ مولوی صاحب فوراً ان کو دیکھنے کیلئے ان کے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ بچے کے بچنے کا بہت کم امکان ہے۔ صرف دعا ہی بچا سکتی ہے۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست دعا بھی کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد اقصیٰ کی سیڑھیوں پر ہی مل گئے۔ وہیں درخواست کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ابھی جا کر بچے کو دیکھ لیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی ان کے گھر تشریف لے گئے اور گھر آ کر بچے کے ماتھے پر اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ یہ بچہ ان شاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا۔ چنانچہ حضور اقدسؑ کی دعا کا ہی معجزہ تھا کہ بچہ ٹھیک ہو گیا اور پھر مرحوم کے والد سترّ سال تک زندہ رہے۔

سلیم ملک صاحب نے ابتدائی تعلیم قادیان سے حاصل کی تھی۔ قیام پاکستان کے بعد سیالکوٹ میں مقیم ہو گئے۔ وہیں کالج میں تعلیم حاصل کی، پھر کراچی تشریف لے گئے۔ وہاں سائنس کے مضامین میں تعلیم حاصل کی۔ 1960ء میں یوکے آ گئے۔ یہاں ریڈنگ یونیورسٹی میں کئی سال تک جیولوجیکل کیمسٹری میں پروفیسر رہے۔ ابتدا سے ہی مرحوم کو یوکے جماعت میں مختلف شعبوں میں کام کی توفیق ملی۔ نیشنل سیکرٹری تعلیم و تربیت مقرر ہوئے۔ لمبا عرصہ تک سیکرٹری امور خارجہ رہے۔ جماعت کے انٹرنیشنل ریلیشنز کے شعبے میں بہت کام کیا۔ احمدیوں کے حالات کا جائزہ لینے والی ہیومن رائٹس کمیٹی کے ساتھ دو مرتبہ پاکستان جا کر رپورٹ تیار کرنے کی توفیق پائی۔

ارشاد
حضرت
امیر المومنین
خلیفۃ المسیح الخامس

آخرت کی فکر تب ہی ہو سکتی ہے
جب خدا تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین ہو
(خطبہ جمعہ فرمودہ 4/اکتوبر 2019)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد
حضرت
امیر المومنین
خلیفۃ المسیح الخامس

عقل مند انسان وہی ہے جو
عارضی چیز کو مستقل چیز پر قربان کر دے
(خطبہ جمعہ فرمودہ 4/اکتوبر 2019)

طالب دعا: ناصر احمد ایم بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

بہت بڑا انٹرنیشنل ایکسپو (expo) ہر سال دنیا کے مختلف ممالک میں لگایا جاتا ہے ملک صاحب مرحوم کو 1992ء میں یوکے اور سپین میں جماعت کا سٹال لگانے اور ان کو آرگنائز کرنے کا موقع ملا۔ 1997ء میں جامعہ احمدیہ کے قیام کے بارے میں جو کمیٹی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے قائم فرمائی تھی اس میں آپؒ نے سلیم ملک صاحب کو بھی شامل فرمایا۔ اسی طرح جامعہ احمدیہ یو.کے کے آغاز سے قبل قائم کی جانے والی متعدد کمیٹیوں میں بھی حصہ لیتے رہے۔ جامعہ احمدیہ یوکے کے آغاز پر آپ کو چیف ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا گیا۔ یہ ذمے داری 13/نومبر 2005ء تک سرانجام دیتے رہے۔ جامعہ احمدیہ کے طلباء کو انگریزی اور تاریخ پڑھانے کی توفیق ملی جو وفات تک جاری رہی۔ جب اسلام آباد خریدا گیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہدایت پر آپ کو وہاں باقاعدہ لائبریری بنانے کی توفیق ملی۔ مرحوم انتہائی دیندار، نماز و روزہ کے پابند، لوگوں کے ساتھ انتہائی پیار محبت کرنے والے، خوش گفتار، داعی الی اللہ، مہمان نواز، خلافت سے انتہائی محبت کرنے والے، اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والے بزرگ تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور کثیر تعداد میں نواسے نواسیاں شامل ہیں۔

ان کے بھانجے میاں عبدالوہاب کہتے ہیں کہ انہوں نے بتایا کہ جب وہ 1960ء میں لندن آئے تو اس وقت ان کے والد ملک عزیز احمد صاحب نے ان کو نصیحت کی تھی۔ وہ بیمار تھے لیکن انہوں نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی اور وہ نصیحتیں یہ تھیں۔ نمبر ایک یہ کہ جماعت سے تعلق کو کبھی نہ چھوڑنا۔ ولایت جارہے ہو یہ نہ سمجھنا کہ وہاں کی رنگینیوں میں گم ہو جاؤ۔ نمبر دو: چندہ ہمیشہ وقت پر پوری شرح سے ادا کرنا۔ یہ بھی اصلاحِ نفس کیلئے ضروری ہے۔ نمبر تین: کوئی بھی جب مدد مانگے تو پیچھے نہیں ہٹنا چاہے اس سے جتنی بھی تنگی آئے۔ چنانچہ کہتے ہیں مَیں نے والدین کی نصیحتوں پر ہمیشہ عمل کیا۔ ان کے بھانجے لکھتے ہیں کہ یہ انہوں نے تو نہیں بتایا لیکن بعد میں میرے علم میں آیا کہ ایک دفعہ ان کے کسی عزیز کو بڑی رقم کی ضرورت تھی تو اپنا مکان بیچ کر اس کی ضرورت پوری کر دی لیکن اللہ تعالیٰ نے پھر نوازا اور اس سے بڑا مکان ان کو مل گیا۔ علمی لحاظ سے بہت علمی آدمی تھے۔ میں بھی شروع میں جب ملا ہوں تو میرا انہیں خیال تھا، میری ان سے واقفیت نہیں تھی تو میں سمجھتا تھا کہ بس ایک عام احمدی ہیں اور انگریزی پڑھا لیتے ہیں۔ ان کی انگریزی زبان اچھی ہو گی لیکن بعد میں پتہ لگا کہ یہ اخلاص و وفا میں بھی بہت بڑھے ہوئے تھے اور ہر وقت جماعتی خدمت کیلئے تیار رہنے والے تھے۔ خلافت سے ان کو نمایاں تعلق اور عقیدت تھی۔ علمی لحاظ سے چلتے پھرتے انسائیکلو پیڈیا تھے۔ ہر موضوع پر خاص طور پر تاریخ پر ان کو عبور تھا۔ اسکے علاوہ لٹریچر انگلش میں ہو یا اردو میں اس سے بھی ان کو بہت شغف تھا لیکن اپنے علم کی خودنمائی کبھی نہیں کرتے تھے۔ دوسروں کو دینی اور دنیاوی علم کے بڑھانے کی ترغیب بھی دیتے رہتے تھے۔ اور سیاسی اور علمی اور پاکستانی کمیونٹی میں بھی ان کے وسیع تعلقات تھے اور ان تعلقات کو بھی ہمیشہ انہوں نے جماعتی مفاد کیلئے استعمال کیا۔ جب مرحوم سیکرٹری امورِ خارجہ تھے تو انہوں نے لارڈ ایوبری (Ave bury) کے ساتھ مضبوط تعلق قائم کیا۔ انہی کے ذریعہ سے ہمارا، جماعت کا لارڈ ایوبری سے تعلق ہوا تھا اور میرا پارلیمنٹ ہاؤس کا جو پہلا وزٹ تھا اس میں بھی ملک صاحب کا نمایاں کردار تھا۔

مروان سرور گل مربی سلسلہ ارجنٹائن کہتے ہیں کہ ان کی علمی شخصیت کی وجہ سے جامعہ کے سب سٹوڈنٹس کو اور مجھے بھی ان کا ایک خاص احترام تھا لیکن جامعہ سے فارغ ہونے کے بعد ذاتی نوعیت کا ایک تعلق انہوں نے قائم کیا اور جب میری ارجنٹائن میں تقرری ہوئی تو اس پر بہت خوشی ہوئی اور مجھے کہتے تھے کہ تم پائنیر مبلغ ہو اس لیے بہت زیادہ کام کرنے کی ضرورت ہے اور کہا کہ جماعت کا نام روشن کرنا اور تبلیغ صحیح طرح کرنا اور خاص طور پر وہاں کی زبان سیکھو اور زبان اس معیار کی لے جاؤ کہ اخباروں میں تمہارے آرٹیکل چھپیں۔ علمی لحاظ سے ان کو یہ بہت شوق تھا۔ اسی طرح اپنے طلبہ کی دعوت اپنے گھر میں کرتے تھے تو اس کے بعد اپنی لائبریری میں لے جاتے تھے۔ ان کی ذاتی لائبریری بھی تھی۔ کئی طلبہ نے مجھے لکھا ہے اور مربیان نے بھی لکھا۔ پھر کہتے تھے اچھا میرے گھر آ کے تمہارے لیے یہ تحفہ ہے کہ تم اس لائبریری میں سے اپنی پسند کی کوئی ایک کتاب لے جاؤ۔ وہی تمہارے لیے تحفہ ہے اور ہمیشہ یہی کہتے تھے کہ جامعہ احمدیہ ایک غیر معمولی ادارہ ہے جس سے خلیفۃ المسیح کو بہت توقعات ہیں۔ اس لیے اس ادارے سے وابستہ واقفینِ زندگی کو غیر معمولی علمی معیار حاصل کرنا چاہئے۔ پھر مروان صاحب لکھتے ہیں کہ ارجنٹائن روانگی سے قبل خاص طور پر نصیحت فرمائی کہ زبان پہ ایسا عبور حاصل کرنا کہ جیسا کہ پہلے مَیں نے بیان کیا ہے کہ سپینش زبان میں تمہارے مضامین چھپیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ بھی مجھے کہا کہ مجھے خط لکھتے رہا کرنا۔ کبھی میرے سے سستی ہو جاتی تو پھر خود ہی رابطہ کرتے اور مجھے خط لکھنے کا کہتے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کے لواحقین کو، ان کے بچوں کو، ان کی نسلوں کو بھی اسی طرح وفا کے ساتھ خلافت اور جماعت سے تعلق رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نماز کے بعد ان کے جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔

......☆......☆......☆......

ولادت و درخواست دعا

مکرم وحید کمال صاحب مبلغ انچارج ضلع دادری و مہندر گڑھ (صوبہ ہریانہ) کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مورخہ 22/مئی 2020ء کو تیسری بیٹی سے نوازا ہے۔ بچی کا نام اریشہ ہے۔ نومولودہ کی صحت و سلامتی درازی عمر، نیک صالحہ خادمہ دین بننے کیلئے قارئین بدر سے دعا کی درخواست ہے۔ (راجہ جمیل احمد، انسپکٹر اخبار بدر)

جلسہ سالانہ کی کارروائی کے دوران اللہ کا بہت ذکر کریں، راتوں کو نماز ادا کریں

دعا کریں، اَے اللہ اس جلسے میں ہم نیک نیّت کے ساتھ شامل ہوئے ہیں تُو ہمارے اندر پاک تبدیلی پیدا کر دے

ہر ایک احمدی کے ساتھ احمدیت، حضرت مسیح موعودؑ اور اسلام کی عزت وابستہ ہے

جلسہ سالانہ فرنچ گیانا (جنوبی امریکہ) 2019ء کے موقع پر

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام

پیارے ممبران احمدیہ مسلم جماعت فرنچ گیانا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ آپ اپنا جلسہ سالانہ 24/نومبر 2019ء کو منعقد کر رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ اس جلسہ کو اعلیٰ کامیابی سے نوازے، تمام شاملین اس سے روحانی فیوض حاصل کرنے والے ہوں اور بھلائی، نیکی و تقویٰ میں بڑھنے والے ہوں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ ہمارا جلسہ خالصۃً دینی جلسہ ہے۔ پس سب پر واضح ہونا چاہیے کہ آپ کا یہاں آنا محض دینی، علمی اور روحانی بہتری کے لیے ہے۔ آج دنیا خدا کو بھول رہی ہے۔ وہ نہ صرف دین سے دور ہٹ رہی ہے بلکہ خدا کی ہستی کا سرے سے انکار کر رہی ہے۔ اگر صرف مسلمانوں پر ہی ہم نظر ڈالیں تو واضح ہو جائے گا کہ مسلمان صرف نام کے ہی مسلمان رہ گئے ہیں اور مادہ پرستی میں ڈوب چکے ہیں۔

ایسے حالات میں اگر ہم نے، جو زمانے کے امام کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں، جو آنحضور ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق مذہب کی احیائے نو کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے، اور آپؐ کے مشن کی تکمیل کا عہد کیا ہے، بھی اپنی اخلاقی حالت کو بہتر کرنے کی کوشش نہ کی تو پھر محض یہ کہہ دینا کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی ہوئی ہے ایک بے معنی زبانی دعویٰ ہے اور ہماری بیعت بے مقصد ہے۔ پھر ہمارا یہاں جمع ہونا بھی صرف ایک دنیاوی تقریب کی طرح ہے۔ اس لیے ہمیشہ جلسے کے اصل مقاصد کو مدنظر رکھنا چاہیے اور اس روحانی تقریب کے مقاصد کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تا کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دل سے نکلی ہوئی دعاؤں کے وارث بننے والے ہوں جو آپ نے اپنی جماعت کے مخلصین کے لیے کیں جو درج ذیل ہے:

”وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بدچلنی ان کے نزدیک نہ آسکے۔ وہ پنجوقت نماز باجماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بیجا حرکات سے مجتنب رہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں اور کوئی زہریلا خمیر ان کے وجود میں نہ رہے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 46 تا 47)

اللہ کا بہت ذکر کریں اور جلسہ کی کارروائی کے دوران جب وقفہ ہو اور راتوں کو بھی تو نماز ادا کریں۔ پختہ عہد کریں کہ اَے اللہ! ہم اس جلسے میں، جس کا آغاز محض تیرے ارادے و تائید سے ہوا تھا، نیک نیّت کے ساتھ شامل ہو رہے ہیں۔ ہم جلسے میں صرف تیری رضا کے حصول کے لیے اور تیرے ذکر کو بڑھانے کے لیے اور تیری محبت کے حصول کی خاطر شامل ہو رہے ہیں۔ ہمیں ان تمام برکات کا وارث بنا جو تو نے اس جلسہ کے لیے مختص کی ہیں۔ ہمارے اندر وہ پاک تبدیلی پیدا کر دے جو تو چاہتا ہے جس کے لیے تو نے حضرت محمد ﷺ کے غلام صادق کو اس دنیا میں مبعوث فرمایا تا کہ ہم حقیقی طور پر آپ کی بیعت کرنے والوں میں شامل ہو سکیں۔

جلسہ کے بعد آپ لوگ اپنے دنیاوی معاملات میں مشغول ہو جائیں گے لیکن اس جلسہ میں شامل ہونے کا تجربہ آپ کو تب ہی فائدہ دے سکتا ہے جب آپ دینی امور کو دنیوی معاملات پر ترجیح دیں گے۔ مذہب کو ہمیشہ ترجیح دیں اور ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہر ایک احمدی کے ساتھ احمدیت، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اسلام کی عزت وابستہ ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے، آپ کے جلسہ سالانہ کو اعلیٰ کامیابیوں سے نوازے، آپ کو جلسے کی کارروائی سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے، آپ کو بیعت کے تقاضے پورا کرنے والا بنائے، ہمیشہ نظام خلافت کا وفادار بنائے رکھے اور آپ کو اپنی زندگیوں میں ایسی حقیقی تبدیلی لانے والا بنائے جس سے آپ نیکی، تقویٰ، خدمت انسانیت اور اسلام میں بڑھنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر اپنا فضل فرمائے۔ آمین۔

والسلام خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 20/دسمبر 2019)

نبیوں کا سردارؐ

(از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

فتح مبدّل بہ شکست

مسلمانوں نے اُن کا تعاقب شروع کیا، تو ان لوگوں نے جو پشت کے درّہ کی حفاظت کیلئے کھڑے تھے اُنہوں نے اپنے افسر سے کہا اب تو دشمن کو شکست ہوچکی ہے اب ہمیں بھی جہاد کا ثواب لینے دیا جائے۔ افسر نے اُن کو اِس بات سے روکا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات یاد دلائی مگر اُنہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا تھا صرف تاکید کیلئے فرمایا تھا ورنہ آپ کی مراد یہ تو نہیں ہوسکتی تھی کہ دشمن بھاگ بھی جائے تو یہاں کھڑے رہو۔ یہ کہہ کر اُنہوں نے درہ چھوڑ دیا اور میدانِ جنگ میں کود پڑے۔ بھاگتے ہوئے لشکر میں سے خالد بن ولید کی جو بعد میں اِسلام کے بڑے بھاری جرنیل ثابت ہوئے نظر خالی درّہ پر پڑی جہاں صرف چند آدمی اپنے افسر کے ساتھ کھڑے تھے۔ خالدؓ نے کفّار کے لشکر کے دوسرے جرنیل عمرو ابن العاص کو آواز دی اور کہا ذرا پیچھے پہاڑی درّہ پر نگاہ ڈالو۔ عمرو بن العاص نے جب درّہ پر نگاہ ڈالی تو سمجھا کہ عمر کا بہترین موقع مجھے حاصل ہو رہا ہے دونوں جرنیلوں نے اپنے بھاگتے ہوئے دستوں کو سنبھالا اور اِسلامی لشکر کا بازو کاٹتے ہوئے پہاڑ پر چڑھ گئے۔ چند مسلمان جو وہاں درّہ کی حفاظت کیلئے کھڑے رہ گئے تھے، اُن کو ٹکڑے ٹکڑے کرتے ہوئے پشت پر سے اِسلامی لشکر پر آ پڑے۔ اُن کے فاتحانہ نعروں کو سن کر سامنے کا بھاگتا ہوا بقیہ لشکر بھی میدان جنگ کی طرف لوٹ پڑا۔ یہ حملہ ایسا اچانک ہوا اور کافروں کا تعاقب کرنے کی وجہ سے مسلمان اتنے پھیل چکے تھے کہ کوئی باقاعدہ اِسلامی لشکر اُن لوگوں کے مقابلہ میں نہیں تھا۔ اکیلا اکیلا سپاہی میدان میں نظر آرہا تھا، جن میں سے بعض کو اُن لوگوں نے مار دیا۔ باقی اِس حیرت میں کہ یہ ہو کیا گیا ہے پیچھے کی طرف دوڑے۔ چند صحابہؓ دوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہو گئے، جن کی تعداد زیادہ سے زیادہ تیس تھی۔ کفّار نے شدت کے ساتھ اُس مقام پر حملہ کیا جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے تھے۔ یکے بعد دیگرے صحابہؓ آپ کی حفاظت کرتے ہوئے مارے جانے لگے۔ علاوہ شمشیر زنوں کے تیر انداز اُونچے ٹیلوں پر کھڑے ہوکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بے تحاشہ تیر مارتے تھے۔ اُس وقت طلحہؓ جو قریش میں سے تھے اور مکہ کے مہاجرین میں شامل تھے یہ دیکھتے ہوئے کہ دشمن سب کے سب تیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ کی طرف پھینک رہا ہے اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ کے آگے کھڑا کر دیا۔ تیر کے بعد تیر جو نشانہ پر گرتا تھا وہ طلحہؓ کے ہاتھ پر گرتا تھا، مگر جانباز اور وفادار صحابیؓ اپنے ہاتھ کو کوئی حرکت نہیں دیتا تھا۔ اِس طرح تیر پڑتے گئے اور طلحہؓ کا ہاتھ زخموں کی شدت کی وجہ سے بالکل بیکار ہو گیا اور صرف ایک ہی ہاتھ اُن کا باقی رہ گیا۔ سالہا سال بعد اِسلام کی چوتھی خلافت کے زمانہ میں جب مسلمانوں میں خانہ جنگی واقع ہوئی تو کسی دشمن نے طعنہ کے طور پر طلحہؓ کو کہا۔ ٹنڈا۔ اِس پر ایک دوسرے صحابیؓ نے کہا ہاں ٹنڈا ہی ہے مگر کیسا مبارک ٹنڈا ہے۔ تمہیں معلوم ہے طلحہؓ کا یہ ہاتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ کی حفاظت میں ٹنڈا ہوا تھا۔ اُحد کی جنگ کے بعد کسی شخص نے طلحہؓ سے پوچھا کہ جب تیر آپ کے ہاتھ پر گرتے تھے تو کیا آپ کو درد نہیں ہوتی تھی اور کیا آپ کے منہ سے اُف نہیں نکلتی تھی؟ طلحہؓ نے جواب دیا۔ درد بھی ہوتی تھی اور اُف بھی نکلنا چاہتی تھی، لیکن میں اُف کرتا نہیں تھا تا ایسا نہ ہو کہ اُف کرتے وقت میرا ہاتھ ہل جائے اور تیر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ پر آگرے۔

مگر یہ چند لوگ کب تک اتنے بڑے لشکر کا مقابلہ کر سکتے تھے۔ لشکر کفّار کا ایک گروہ آگے بڑھا اور اُس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد کے سپاہیوں کو دھکیل کر پیچھے کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تن تنہا پہاڑ کی طرح وہاں کھڑے تھے کہ زور سے ایک پتھر آپ کے خود پر لگا اور خود کے کیل آپ کے سر پر گھس گئے اور آپ بیہوش ہوکر اُن صحابہؓ کی لاشوں پر جا پڑے جو آپ کے اِرد گرد لڑتے ہوئے شہید ہوچکے تھے اسکے بعد کچھ اور صحابہؓ آپ کے جسم کی حفاظت کرتے ہوئے شہید ہوئے اور اُن کی لاشیں آپ کے جسم پر جا گریں۔ کفّار نے آپ کے جسم کو لاشوں کے نیچے دبا ہوا دیکھ کر سمجھا کہ آپ مارے جا چکے ہیں۔ چنانچہ مکہ کا لشکر اپنی صفوں کو درست کرنے کیلئے پیچھے ہٹ گیا۔ جو صحابہؓ آپ کے گرد کھڑے تھے اور جن کو کفّار کے لشکر کا ریلا دھکیل کر پیچھے لے گیا تھا اُن میں حضرت عمرؓ بھی تھے۔ جب آپ نے دیکھا کہ میدان سب لڑنے والوں سے صاف ہو چکا ہے تو آپ کو یقین ہو گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں اور وہ شخص جس نے بعد میں ایک ہی وقت میں قیصر اور کسریٰ کا مقابلہ بڑی دلیری سے کیا اور اُسکا دل کبھی نہ گھبرایا اور کبھی نہ ڈرا وہ ایک پتھر پر بیٹھ کر بچوں کی طرح رونے لگ گیا۔ اِتنے میں مالکؓ نامی ایک صحابی جو اِسلامی لشکر کی فتح کے وقت پیچھے ہٹ گئے تھے کیونکہ اُنہیں فاقہ تھا اور رات سے اُنہوں نے کچھ نہیں کھایا تھا جب فتح ہوگئی تو وہ چند کھجوریں لے کر پیچھے کی طرف چلے گئے تا کہ اُنہیں کھا کر اپنی بھوک کا علاج کریں۔ وہ فتح کی خوشی میں ٹہل رہے تھے کہ ٹہلتے ٹہلتے حضرت عمرؓ تک جا پہنچے اور عمرؓ کو روتے ہوئے دیکھ کر نہایت ہی حیران ہوئے اور حیرت سے پوچھا۔ عمر! آپ کو کیا ہوا؟ اِسلام کی فتح پر آپ کو خوش ہونا چاہئے یا رونا چاہئے؟ عمرؓ نے جواب میں کہا مالک! شاید تم فتح کے معاً بعد پیچھے ہٹ آئے تھے تمہیں معلوم نہیں کہ لشکر کفّار پہاڑی کے دامن سے چکر کاٹ کر اِسلامی لشکر پر حملہ آور ہوا اور چونکہ مسلمان پراگندہ ہو چکے تھے اُن کا مقابلہ کوئی نہ کر سکا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ سمیت اُن کے مقابلہ کیلئے کھڑے ہوئے اور مقابلہ کرتے کرتے شہید ہو گئے۔ مالکؓ نے کہا عمرؓ!! اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو آپ یہاں بیٹھے کیوں رو رہے ہیں؟ جس دنیا میں ہمارا محبوب گیا ہے ہمیں بھی تو وہاں جانا چاہئے۔ یہ کہا اور وہ آخری کھجور جو آپ کے ہاتھ میں تھی جسے آپ منہ میں ڈالنے ہی والے تھے اُسے یہ کہتے ہوئے زمین پر پھینک دیا کہ اے کھجور! مالک اور جنت کے درمیان تیرے سوا اور کونسی چیز روک ہے۔ یہ کہا اور تلوار لے کر دشمن کے لشکر میں گھس گئے۔ تین ہزار آدمی کے مقابلہ میں ایک آدمی کر ہی کیا سکتا تھا مگر خدائے واحد کی پرستار روح ایک بھی بہتوں پر بھاری ہوتی ہے۔ مالکؓ اِس بے جگری سے لڑے کہ دشمن حیران ہو گیا۔ مگر آخر زخمی ہوئے پھر گرے اور گر کر بھی دشمن کے سپاہیوں پر حملہ کرتے رہے جسکے نتیجہ میں کفّارِ مکہ نے اِس وحشت سے آپ پر حملہ کیا کہ جنگ کے بعد آپ کی لاش کے 70 ٹکڑے ملے حتی کہ آپ کی لاش پہچانی نہیں جاتی تھی۔ آخر ایک اُنگلی سے آپ کی بہن نے پہچان کر بتایا کہ یہ میرے بھائی مالک کی لاش ہے۔

وہ صحابہؓ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد تھے اور جو کفّار کے ریلے کی وجہ سے پیچھے دھکیل دیئے گئے تھے کفّار کے پیچھے ہٹتے ہی وہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہو گئے۔ آپ کے جسم مبارک کو اُنہوں نے اُٹھایا اور ایک صحابی عبیدہ بن الجراحؓ نے اپنے دانتوں سے آپ کے سر میں گھسی ہوئی کیل کو زور سے نکالا جس سے اُن کے دو دانت ٹوٹ گئے۔ تھوڑی دیر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوش آ گیا اور صحابہؓ نے چاروں طرف میدان میں آدمی دوڑا دیئے کہ مسلمان پھر اکٹھے ہو جائیں۔ بھاگا ہوا لشکر پھر جمع ہونا شروع ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُنہیں لے کر پہاڑ کے دامن میں چلے گئے۔ جب دامنِ کوہ میں بچا کھچا لشکر کھڑا تھا تو ابوسفیان نے بڑے زور سے آواز دی اور کہا ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مار دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کی بات کا جواب نہ دیا تا ایسا نہ ہو دشمن حقیقت حال سے واقف ہوکر حملہ کردے اور زخمی مسلمان پھر دوبارہ دشمن کے حملہ کا شکار ہو جائیں۔ جب اِسلامی لشکر سے اِس بات کا کوئی جواب نہ ملا تو ابوسفیان کو یقین ہو گیا کہ اُس کا خیال درست ہے اور اس نے بڑے زور سے آواز دے کر کہا ہم نے ابوبکرؓ کو بھی مار دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو بھی حکم فرمایا کہ کوئی جواب نہ دیں۔ پھر ابوسفیان نے آواز دی ہم نے عمرؓ کو بھی مار دیا۔ تب عمرؓ جو بہت جوشیلے آدمی تھے اُنہوں نے اُس کے جواب میں یہ کہنا چاہا کہ ہم لوگ خدا کے فضل سے زندہ ہیں اور تمہارے مقابلہ کیلئے تیار ہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ مسلمانوں کو تکلیف میں مت ڈالو اور خاموش رہو۔ اب کفّار کو یقین ہو گیا کہ اِسلام کے بانی کو بھی اور اُن کے دائیں بائیں بازو کو بھی ہم نے مار دیا ہے۔ اِس پر ابوسفیان اور اُس کے ساتھیوں نے خوشی سے نعرہ لگایا اُعْلُ ھُبَل۔ اُعْلُ ھُبَل۔ ہمارے معزز بت ہبل کی شان بلند ہو کہ اُس نے آج اِسلام کا خاتمہ کر دیا ہے۔ وہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنی موت کے اعلان پر، ابوبکرؓ کی موت کے اعلان پر اور عمرؓ کی موت کے اعلان پر خاموشی کی نصیحت فرما رہے تھے تا ایسا نہ ہو کہ زخمی مسلمانوں پر پھر کفّار کا لشکر لوٹ کر حملہ کر دے اور مٹھی بھر مسلمان اُس کے ہاتھوں شہید ہو جائیں۔ اب جبکہ خدائے واحد کی عزت کا سوال پیدا ہوا اور شرک کا نعرہ میدان میں مارا گیا تو آپ کی روح بے تاب ہو گئی اور آپ نے نہایت جوش سے صحابہؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا تم لوگ جواب کیوں نہیں دیتے؟ صحابہ نے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! ہم کیا کہیں؟ فرمایا کہو اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلّ۔ اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلّ۔ تم جھوٹ بولتے ہو کہ ہبل کی شان بلند ہوئی۔ اللّٰہ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ ہی معزز ہے اور اُس کی شان بالا ہے۔ اور اس طرح آپ نے اپنے زندہ ہونے کی خبر دشمنوں تک پہنچا دی۔ اِس دلیرانہ اور بہادرانہ جواب کا اثر کفّار کے لشکر پر اتنا گہرا پڑا کہ باوجود اِس کے کہ اُنکی اُمیدیں اس جواب سے خاک میں مل گئیں اور باوجود اسکے کہ اُن کے سامنے مٹھی بھر زخمی مسلمان کھڑے ہوئے تھے جن پر حملہ کر کے اُن کو مار دینا مادی قوانین کے لحاظ سے بالکل ممکن تھا وہ دوبارہ حملہ کرنے کی جرأت نہ کر سکے اور جس قدر فتح اُن کو نصیب ہوئی تھی اُسی کی خوشیاں مناتے ہوئے مکہ کو واپس چلے گئے۔

اُحد کی جنگ میں بظاہر فتح کے بعد ایک شکست کا پہلو پیدا ہوا مگر یہ جنگ درحقیقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک بہت بڑا نشان تھا۔ اِس جنگ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مسلمانوں کو پہلے کامیابی نصیب ہوئی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق آپ کے عزیز چچا حمزہؓ لڑائی میں مارے گئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق شروع حملہ میں کفّار کے لشکر کا علمبردار مارا گیا۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق خود آپ بھی زخمی ہوئے اور بہت سے صحابہ شہید ہوئے۔ اِس کے علاوہ مسلمانوں کو ایسے اخلاص اور ایمان کا مظاہرہ کرنے کا موقع ملا جس کی مثال تاریخ میں اور کہیں نہیں ملتی۔

چند واقعات تو اِس اخلاص اور ایمان کے مظاہرہ کے پہلے بیان ہو چکے ہیں ایک اور واقعہ بھی بیان کرنے کے قابل ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نے صحابہؓ کے دلوں میں کتنا پختہ ایمان پیدا کر دیا تھا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ صحابہ کی معیت میں پہاڑ کے دامن کی طرف چلے گئے اور دشمن پیچھے ہٹ گیا تو آپ نے بعض صحابہ کو اِس بات پر مامور فرمایا کہ وہ میدان میں جائیں اور زخمیوں کی خبر لیں۔ ایک صحابی میدان میں تلاش کرتے کرتے ایک زخمی انصاری کے پاس پہنچے۔ دیکھا تو اُن کی حالت خطرناک تھی اور وہ جان توڑ رہے تھے۔ یہ صحابی اُن کے پاس پہنچے اور اُنہیں اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا اُنہوں نے کانپتا ہوا ہاتھ مصافحہ کیلئے اُٹھایا اور اُن کا ہاتھ پکڑ کر کہا میں انتظار کر رہا تھا کہ کوئی ساتھی مجھے مل جائے۔ اُنہوں نے اِس صحابی سے پوچھا کہ آپ کی حالت تو خطرناک معلوم ہوتی ہے کیا کوئی پیغام ہے جو آپ اپنے رشتہ دار کو دینا چاہتے ہیں؟ اُس مرنے والے صحابیؓ نے کہا ہاں! ہاں! میری طرف سے میرے رشتہ داروں کو سلام کہنا اور اُنہیں کہنا کہ میں تو مر رہا ہوں مگر اپنے پیچھے خدا تعالیٰ کی ایک مقدس امانت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود تم میں چھوڑے جا رہا ہوں۔ اے میرے بھائیو اور رشتہ دارو! وہ خدا کا سچا رسول ہے میں اُمید کرتا ہوں کہ تم اس کی حفاظت میں اپنی جانیں دینے سے دریغ نہیں کرو گے اور میری اس وصیت کو یاد رکھو گے۔

مرنے والے انسان کے دل میں ہزاروں پیغام اپنے رشتہ داروں کو پہنچانے کے لئے پیدا ہوتے ہیں لیکن یہ لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں اتنے بے نفس ہو چکے تھے کہ نہ اُنہیں اپنے بیٹے یاد تھے، نہ بیویاں یاد تھیں، نہ مال یاد تھا، نہ جائدادیں یاد تھیں اُنہیں صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہی یاد رہتا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ دنیا کی نجات اِس شخص کے ساتھ ہے۔ ہمارے مرنے کے بعد اگر ساری اولادیں زندہ رہیں تو وہ کوئی بڑا کام نہیں کرسکتیں، لیکن اگر اِس نجات دہندہ کی حفاظت میں اُنہوں نے اپنی جانیں دے دیں تو گو ہمارے اپنے خاندان مٹ جائیں گے مگر دنیا زندہ ہو جائے گی۔ شیطان کے پنجہ میں پھنسا ہوا انسان پھر نجات پا جائے گا اور ہمارے خاندانوں کی زندگی سے ہزاروں گنے زیادہ قیمتی بنو آدم کی زندگی اور نجات ہے۔

بہرحال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زخمیوں اور شہداء کو جمع کیا، زخمیوں کی مرہم پٹی کی گئی اور شہداء کے دفنانے کا انتظام کیا گیا۔ اُس وقت آپ کو معلوم ہوا کہ ظالم کفّارِ مکہ نے بعض مسلمان شہداء کے ناک کان بھی کاٹ دیئے ہیں۔ چنانچہ یہ لوگ جن کے ناک کان کاٹے گئے ہیں اُن میں خود آپ کے چچا حمزہؓ بھی تھے۔ آپ کو یہ نظارہ دیکھ کر افسوس ہوا اور آپ نے فرمایا کفّار نے خود اپنے عمل سے اپنے لئے اُس بدلہ کو جائز بنا دیا ہے جس کو ہم ناجائز سمجھتے تھے۔ مگر خدا تعالیٰ کی طرف سے اُسی وقت آپ کو وحی ہوئی کہ کفّار جو کچھ کرتے ہیں اُن کو کرنے دو تم رحم اور انصاف کا دامن ہمیشہ تھامے رکھو۔ (جاری)

(نبیوں کا سردارؐ صفحہ 92 تا 100 مطبوعہ قادیان 2014ء)

......☆......☆......☆......

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(116) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ گو براہین احمدیہ کی تالیف اور اسکے متعلق مواد جمع کرنے کا کام پہلے سے ہو رہا تھا مگر براہین احمدیہ کی اصل تصنیف اور اسکی اشاعت کی تجویز 1879ء سے شروع ہوئی اور اسکا آخری حصہ یعنی حصہ چہارم 1884ء میں شائع ہوا۔ براہین کی تصنیف سے پہلے حضرت مسیح موعود ایک گمنامی کی زندگی بسر کرتے تھے اور گوشہ نشینی میں درویشانہ حالت تھی۔ گو براہین سے قبل بعض اخباروں میں مضامین شائع کرنے کا سلسلہ آپ نے شروع فرما دیا تھا اور اس قسم کے اشتہارات سے آپ کا نام ایک گونہ پبلک میں بھی آ گیا تھا مگر بہت کم۔ ہاں اپنے ملنے والوں میں آپ کی تبلیغ و تعلیم کا دائرہ عالم شباب سے ہی شروع نظر آتا ہے چنانچہ 1864،65ء میں جب آپ ابھی بالکل نوجوان تھے آپ نے اپنے تبلیغی کام کے متعلق ایک رؤیا دیکھا تھا پھر انہی دنوں میں جب کہ آپ سیالکوٹ ملازم ہوئے تو اس وقت کے متعلق بھی یقینی شہادت موجود ہے کہ آپ نے تبلیغ و تعلیم کا کام شروع فرما دیا تھا اور غیر مذاہب والوں سے آپ کے زبانی مباحثے ہوتے رہتے تھے مگر یہ سب محض پرائیویٹ حیثیت رکھتے تھے، پبلک میں آپ نے تصنیف براہین سے صرف کچھ قبل یعنی 1877،78ء میں آنا شروع کیا اور مضامین شائع کرنے شروع فرمائے اور تبلیغی خطوط کا دائرہ بھی وسیع کیا۔ مگر دراصل مستقل طور پر براہین احمدیہ کے اشتہار نے ہی سب سے پہلے آپ کو ملک کے سامنے کھڑا کیا اور اس طرح علم دوست اور مذہبی امور سے لگاؤ رکھنے والے طبقہ میں آپ کا انٹروڈکشن ہوا اور لوگوں کی نظریں اس دیہات کے رہنے والے گمنام شخص کی طرف حیرت کے ساتھ اُٹھنی شروع ہوئیں جس نے اس تحدّی اور اتنے بڑے انعام کے وعدہ کے ساتھ اسلام کی حقانیت کے متعلق ایک عظیم الشان کتاب لکھنے کا اعلان کیا۔ اب گویا آفتاب ہدایت جو لاریب اس سے قبل طلوع کر چکا تھا اُفق سے بلند ہونے لگا۔ اس کے بعد براہین احمدیہ کی اشاعت نے ملک کے مذہبی حلقہ میں ایک غیر معمولی تموج پیدا کر دیا۔ مسلمانوں نے عام طور پر مصنف براہین کا ایک مجدّد ذی شان کے طور پر خیر مقدم کیا اور مخالفین اسلام کے کیمپ میں بھی اس گولہ باری سے ایک ہلچل مچ گئی۔ خود مصنف کیلئے بھی تصنیف براہین کا زمانہ ایک حالت میں نہیں گذرا بلکہ وہ جو شروع تصنیف میں ایک عام خادم اسلام کے طور پر اُٹھا تھا۔ دوران تصنیف میں تجلّی الٰہی کے خاص جلوے موسیٰ عمران کی طرح اسے کہیں سے کہیں لے گئے اور اختتام تصنیف براہین سے قبل ہی وہ ایک پرائیویٹ سپاہی کی طرح نہیں بلکہ شہنشاہ عالم کی طرف سے ایک مامور جرنیل کے طور پر میدان کا رزار میں هَلْ مِنْ مُّبَارِزٍ پکار رہا تھا۔ خلاصہ یہ کہ براہین احمدیہ کی تصنیف نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملک کے علم دوست اور مذہبی امور میں دلچسپی رکھنے والے طبقہ میں ایک بہت نمایاں حیثیت دے دی تھی اور خاص معتقدین کا ایک گروہ بھی قائم ہو گیا تھا اور قادیان کا گمنام گاؤں جو ریل اور سڑک سے دور پردۂ پوشیدگی کے نیچے مستور تھا اب گاہے گاہے بیرونی مہمانوں کا منظر بننے لگا تھا اور مخالفین اسلام بھی اپنے منہ کی پھونکوں سے اس نور کو بجھانے کیلئے اُٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ براہین کی اشاعت کے بعد حضرت مسیح موعودؑ نے بیس ہزار اردو اور انگریزی اشتہاروں کے ذریعہ دنیا کے تمام ممالک میں اپنی ماموریت کا اعلان فرمایا۔ اس کے بعد جب شروع 1886ء میں حضرت مسیح موعودؑ نے خدائی حکم کے ماتحت ہوشیار پور جا کر وہاں چالیس دن خلوت کی اور ذکر خدا میں مشغول رہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کو ایک عظیم الشان بیٹے کی بشارت دی جس نے اپنے مسیحی نفس سے مصلح عالم بن کر دنیا کے چاروں کونوں میں شہرت پانی تھی۔ یہ الہام اس قدر جلال اور شان و شوکت کے ساتھ ہوا کہ جب حضور نے 20/فروری 1886ء کے اشتہار میں اس کا اعلان فرمایا تو اس کی وجہ سے ملک میں ایک شور برپا ہو گیا اور لوگ نہایت شوق کے ساتھ اس پسر موعود کی راہ دیکھنے لگے۔ اور سب نے اپنے اپنے خیال کے مطابق اس پسر موعود کے متعلق امیدیں جمالیں۔ بعض نے اس پسر موعود کو مہدی معہود سمجھا جس کا اسلام میں وعدہ دیا گیا تھا اور جس نے دنیا میں مبعوث ہو کر اسلام کے دشمنوں کو ناپید اور مسلمانوں کو ہر میدان میں غالب کرنا تھا۔ بعض نے اور اسی قسم کی امیدیں قائم کیں اور بعض تماشائی کے طور پر پیشگوئی کے جلال اور شان و شوکت کو دیکھ کر ہی حیرت میں پڑ گئے تھے اور بغیر کوئی امید قائم کئے اس انتظار میں تھے کہ دیکھئے پردۂ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔ غیر مذاہب والوں کو بھی اس خبر نے چونکا دیا تھا۔ غرض اس وحی الٰہی کی اشاعت رجوع عام کا باعث ہوئی۔ ان دنوں حضور کے ہاں بچہ پیدا ہونیوالا تھا مگر اللہ نے بھی ایمان کے راستہ میں ابتلا رکھے ہوتے ہیں۔ سو قدرت خدا کہ چند ماہ کے بعد یعنی مئی 1886ء میں بچہ پیدا ہوا تو وہ لڑکی تھی اس پر خوش اعتقادوں میں مایوسی اور بد اعتقادوں اور دشمنوں میں ہنسی اور استہزا کی ایک ایسی لہر اُٹھی کہ جس نے ملک میں ایک زلزلہ پیدا کر دیا اس وقت تک بیعت کا سلسلہ تو تھا ہی نہیں کہ مریدین الگ نظر آتے بس عام لوگوں میں چہ میگوئی ہو رہی تھی کہ یہ کیا ہوا۔ کوئی کچھ کہتا تھا کوئی کچھ۔ حضور نے بذریعہ اشتہار اور خطوط اعلان فرمایا کہ وحی الٰہی میں یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ اس وقت جو بچہ کی امیدواری ہے تو یہی وہ پسر موعود ہوگا اور اس طرح لوگوں کی تسلی کی کوشش کی چنانچہ اس پر اکثر لوگ سنبھل گئے اور پیشگوئی کے ظہور کے منتظر رہے۔ کچھ عرصہ بعد یعنی اگست 1887ء میں حضرت کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام بشیر احمد رکھا گیا۔ اس لڑکے کی پیدائش پر بڑی خوشی منائی گئی اور کئی لوگ جو متزلزل ہو گئے تھے پھر سنبھل گئے اور لوگوں نے سمجھا کہ یہی وہ موعود لڑکا ہے اور خود حضرت صاحب کو بھی یہی خیال تھا۔ گو آپ نے اسکے متعلق کبھی قطعی یقین ظاہر نہیں کیا مگر یہ ضرور فرماتے رہے کہ قرائن سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہی وہ لڑکا ہے۔ **واللہ اعلم**۔

غرض بشیر اول کی پیدائش رجوع عام کا باعث ہوئی مگر قدرت خدا کہ ایک سال کے بعد یہ لڑکا اچانک فوت ہو گیا۔ بس پھر کیا تھا ملک میں ایک طوفانِ عظیم برپا ہوا اور سخت زلزلہ آیا حتیّٰ کہ میاں عبداللہ صاحب سنوری کا خیال ہے کہ ایسا زلزلہ عامۃ الناس کیلئے نہ اس سے قبل کبھی آیا تھا نہ اس کے بعد آیا گویا وہ دعویٰ مسیحیت پر جو زلزلہ آیا تھا اسے بھی عامۃ الناس کیلئے اس سے کم قرار دیتے ہیں۔ مگر بہرحال یہ یقینی بات ہے کہ اس واقعہ پر ملک میں ایک سخت شور اُٹھا اور کئی خوش اعتقادوں کو ایسا دھکا لگا کہ وہ پھر نہ سنبھل سکے، مگر تعجب ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی اس واقعہ کے بعد بھی خوش اعتقاد رہا۔ حضرت صاحب نے لوگوں کو سنبھالنے کیلئے اشتہاروں اور خطوط کی بھرمار کر دی اور لوگوں کو سمجھایا کہ میں نے کبھی یہ یقین ظاہر نہیں کیا تھا کہ یہی وہ لڑکا ہے ہاں یہ میں نے کہا تھا کہ چونکہ خاص اس لڑکے کے متعلق بھی مجھے بہت سے الہام ہوئے ہیں جن میں اس کی بڑی ذاتی فضیلت بتائی گئی تھی اس لئے میرا یہ خیال تھا کہ شاید یہی وہ موعود لڑکا ہو مگر خدا کی وحی میں جو اس معاملہ میں اصل اتباع کے قابل ہے ہرگز کوئی تعیین نہیں کی گئی تھی غرض لوگوں کو بہت سنبھالا گیا چنانچہ بعض لوگ سنبھل گئے لیکن اکثروں پر مایوسی کا عالم تھا اور مخالفین میں پرلے درجہ کے استہزاء کا جوش تھا۔ اس کے بعد پھر عامۃ الناس میں پسر موعود کی آمد آمد کا اس شد و مد سے انتظار نہیں ہوا جو اس سے قبل تھا۔ اسکے بعد یکم دسمبر 1888ء کو حضور نے خدا کے اس حکم کے مطابق جو اس سے قریباً دس ماہ پہلے ہو چکا تھا سلسلہ بیعت کا اعلان فرمایا اور سب سے پہلے شروع 1889ء میں لدھیانہ میں بیعت لی۔ مگر اس وقت تک بھی مسلمانوں کا عام طور پر حضرت مسیح موعودؑ کی ذات کے متعلق خیال عموماً بہت اچھا تھا اور اکثر لوگ آپ کو ایک بے نظیر خادم اسلام سمجھتے تھے۔ صرف اتنا اثر ہوا تھا کہ لوگوں میں جو پسر موعود کی پیشگوئی پر ایک عام رجوع ہوا تھا اس کا جوش ان دو لگاتار مایوسیوں نے مدھم کر دیا تھا اور عامۃ الناس پیچھے ہٹ گئے تھے ہاں کہیں کہیں عملی مخالفت کی لہر بھی پیدا ہونے لگی تھی۔ اس کے بعد آخر 1890ء میں حضرت مسیح موعود نے خدا سے حکم پا کر رسالہ فتح اسلام تصنیف فرمایا جو ابتداء 1891ء میں شائع ہوا۔ اس میں آپ نے حضرت مسیح ناصری کی وفات اور اپنے مسیح موعود ہونے کا اعلان فرمایا۔ اس پر ملک میں ایک زلزلہ عظیم آیا جو پہلے سب زلزلوں سے بڑا تھا بلکہ ایک لحاظ سے پچھلے اور پہلے سب زلزلوں سے بڑا تھا۔ ملک کے ایک کونہ سے لیکر دوسرے کونے تک جوش و مخالفت کا ایک خطرناک طوفان برپا ہوا اور علماء کی طرف سے حضرت صاحب پر کفر کے فتوے لگائے گئے اور آپ کو واجب القتل قرار دیا گیا اور چاروں طرف گویا ایک آگ لگ گئی۔ مولوی محمد حسین بٹالوی بھی جواب تک بچا ہوا تھا اسی زلزلہ کا شکار ہوا اور یہ سب سے پہلا شخص تھا جو کفر کا استفتاء لے کر ملک میں ادھر اُدھر بھاگا۔ بعض بیعت کنندے بھی متزلزل ہو گئے۔ اسکے بعد چوتھا زلزلہ آتھم کی پیشگوئی کی پندرہ ماہی میعاد گذرنے پر آیا۔ یہ دھکا بھی اس وقت کے لحاظ سے نہایت کڑا دھکا تھا مگر جماعت حضرت صاحب کی تربیت کے نیچے ایک حد تک مستحکم اور سنت اللہ سے واقف ہو چکی تھی اس لئے برداشت کر گئی لیکن مخالفوں میں سخت مخالفت و استہزاء کی لہر اُٹھی۔ اسکے بعد زلزلہ کے خفیف خفیف دھکے آتے رہے مگر وہ قابل ذکر نہیں لیکن سب کے آخر میں جماعت پر پانچواں زلزلہ آیا یہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کا زلزلہ تھا۔ اس دھکے نے بھی اس وقت سلسلہ کی عمارت کو بنیاد تک ہلا دیا تھا اور یہ وہ زلزلہ عظیم تھا جسے زلزلۃ الساعۃ کہنا چاہئے، اور اسکو زیادہ خطرناک اس بات نے کر دیا تھا کہ اس سے پہلے زلزلے خواہ کیسے بھی سخت تھے مگر حضرت مسیح موعود کا مقناطیسی وجود لوگوں کے اندر موجود تھا اور آپ کا ہاتھ ہر گرتے ہوئے کو سنبھالنے کیلئے فوراً آگے بڑھتا تھا مگر اب وہ بات نہ تھی۔ یہ وہ پانچ زلزلے تھے جو حضرت مسیح موعود کے متعلق آپ کی جماعت پر آئے۔ ان کے بعد حضرت خلیفہ اوّل کی وفات پر بھی سخت زلزلہ آیا مگر وہ اور نوعیت کا تھا اور نیز وہ خاص جماعت احمدیہ کے متعلق تھا۔ یعنی یہ دھکا حضرت مسیح موعود کے متعلق نہیں تھا یعنی ایسا واقعہ نہیں تھا جو آپ کے صدق دعویٰ کے متعلق کمزور دلوں میں عام طور پر کوئی اشتباہ پیدا کر سکے اس کے بعد اور بھی آئندہ سنت اللہ کے موافق اور حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں کے مطابق مصائب کی آندھیاں آئیں گی مگر یہ پانچ زلزلے اپنی نوعیت میں اور ہی رنگ رکھتے ہیں اور یہ عبارت لکھتے لکھتے خاکسار کو خیال آیا کہ حضرت مسیح موعود کو جو پانچ زلزلوں کی خبر دی گئی تھی اور آخری زلزلہ کو زلزلۃ الساعۃ کہا گیا تھا وہ گو دنیا کے واسطے الگ بھی مقدر ہوں مگر اس میں شک نہیں کہ ان پانچ زلزلوں پر بھی آپ کی اس پیشگوئی کے الفاظ صادق آتے ہیں۔

(سیرۃ المہدی، جلد 1، مطبوعہ قادیان 2007)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

آخرت کی فکر اور اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والا سب سے پہلے اپنی عبادت کی حفاظت کی طرف توجہ کرتا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 4/اکتوبر 2019)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

آپس کے تعلقات میں جو خدا تعالیٰ کی خاطر محبت اور نرمی کا سلوک کرنے والے ہیں وہی حقیقی تقویٰ پر قائم ہیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ 4/اکتوبر 2019)

طالب دعا: عبدالرحمن خان (جماعت احمدیہ پنکال، صوبہ اُڈیشہ)

یہ دن جو آج ہم خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر خاص اہتمام سے منا رہے ہیں یا ہر سال عمومی طور پر مناتے ہیں یہ ہمیں اس بات کی یاد دلانے والا ہونا چاہئے کہ تقویٰ پر چلتے ہوئے، عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احکامات اور تمام اوامر ونواہی پر پوری طرح کاربند رہنے کی کوشش کریں گے

اللہ تعالیٰ نے اپنے جس انعام سے ہمیں بہرہ ور فرمایا ہے اور بغیر کسی روک کے اسے جاری رکھا ہوا ہے اور آئندہ بھی جاری رکھنے کا وعدہ ہے اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بنتے ہوئے اس نعمت کا اظہار کریں تا کہ اس نعمت کی برکات میں کبھی کمی نہ آئے بلکہ ہر نیا دن ایک نئی شان دکھانے والا ہو

آج کا دن ایک نیا عہد باندھنے کا دن ہے، آج کا دن ہمیں اپنی تاریخ سے آگاہ کرنے کا دن ہے

(حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد خلافت کے قیام اور ہر خلیفہ کے بعد خوف کی حالت امن میں بدلتے چلے جانے کا ایمان افروز بیان)

اللہ تعالیٰ اس نظام کے تحت جہاں مومنوں کے خوف کی حالت کو امن میں بدلتا ہے وہاں اپنے مقرر کردہ خلیفہ کے دل سے ہر قسم کے دنیاوی خوف نکال کر خوف کی حالتوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت عطا فرماتا ہے

اے دشمنان احمدیت! مَیں تمہیں دوٹوک الفاظ میں کہتا ہوں کہ اگر تم خلافت کے قیام میں نیک نیّت ہو تو آؤ اور مسیح محمدی کی غلامی قبول کرتے ہوئے اس کی خلافت کے جاری و دائمی نظام کا حصہ بن جاؤ۔ ورنہ تم کوششیں کرتے کرتے مر جاؤ گے اور خلافت قائم نہیں کرسکو گے۔ تمہاری نسلیں بھی اگر تمہاری ڈگر پر چلتی رہیں تو وہ بھی کسی خلافت کو قائم نہیں کرسکیں گی۔ قیامت تک تمہاری نسل در نسل یہ کوشش جاری رکھے تب بھی کامیاب نہیں ہوسکے گی۔ خدا کا خوف کرو اور خدا سے ٹکّر نہ لو اور اپنی اور اپنی نسلوں کی بقا کے سامان کرنے کی کوشش کرو۔

یہ دور جس میں خلافت خامسہ کے ساتھ خلافت کی نئی صدی میں ہم داخل ہو رہے ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت کی ترقی اور فتوحات کا دور ہے مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے ایسے باب کھلے ہیں اور کھل رہے ہیں کہ ہر آنے والا دن جماعت کی فتوحات کے دن قریب دکھا رہا ہے

مَیں علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس دَور کو اپنی بے انتہا تائید و نصرت سے نوازتا ہوا ترقی کی شاہراہوں پر بڑھاتا چلا جائے گا، انشاء اللہ

صد سالہ خلافت جوبلی کے تاریخی موقع پر دنیا بھر کے احمدی احباب مرد و زن سے خلافت کے استحکام اور اس سے وفا کے تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر کرتے چلے جانے کیلئے ایک عظیم الشان عہد

(صد سالہ خلافت جوبلی کے موقع پر 27/مئی 2008ء کو Excel سینٹر لندن میں منعقد ہونے والے تاریخی جلسہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا ولولہ انگیز خطاب)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

آج ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے شکر کے جذبات کے اظہار کیلئے یہاں بھی جمع ہوئے ہیں اور ایم.ٹی.اے کی وساطت سے دنیا کے تمام ممالک میں احمدی اس تقریب میں شامل ہیں۔ اس اہم موقع پر سب سے پہلے تو مَیں آپ کو بھی اور دنیا کے تمام احمدیوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آج ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق آپؐ کے غلامِ صادق اور مسیح و مہدی کی جماعت میں شامل ہونے کی بدولت ایک وحدت کا نظارہ دیکھ رہے ہیں۔ آج اللہ تعالیٰ کے انعامات کی بارشوں کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اپنے وعدوں کے مطابق کئے ہیں اور کر رہا ہے اُس بستی کے بھی نظارے کر رہے ہیں۔ (آپ لوگوں کے سامنے سکرین نہیں لیکن مَیں دیکھ رہا ہوں، کچھ کو نظر بھی آرہا ہوگا) وہ بستی بھی اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ وہ ایک چھوٹی سی بستی تھی جسے کوئی نہیں جانتا تھا۔ آج نہ صرف مسیح محمدی کی بستی کو تمام دنیا جانتی ہے بلکہ اس بستی کے گلی کوچوں اور اس سفید منارے کو جو مسیح محمدی کی آمد کے اعلان اور سمبل (Symbol) کے طور پر تعمیر کیا گیا تھا ایک دنیا دیکھ رہی ہے۔ اور آج ہم اس تقریب میں اللہ تعالیٰ کے اپنے پیارے مسیح سے کئے گئے وعدے کے مطابق اس اولوالعزم اور موعود بیٹے کے ہاتھ سے انجام پانے والے کارناموں میں سے ایک عظیم کارنامہ، بے آب و گیاہ میدان کو ایک سرسبز پھولوں پھلوں اور درختوں سے بھری ہوئی ایک بستی میں بدلنے کا نظارہ بھی کر رہے ہیں اور ربوہ کی یہ تصویریں بھی آج ہمارے سامنے ہیں۔

پس آج مشرق سے مغرب کی طرف آنے والے یہ نظارے اور پھر مغرب سے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق دائمی قدرت کا نظارہ کرتے ہوئے خلیفۂ وقت کی آواز اور تصویر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش کا ذکر مشرق میں بھی، مغرب میں بھی، شمال میں بھی اور جنوب میں بھی، یورپ میں بھی اور امریکہ میں بھی، ایشیا میں بھی اور افریقہ میں بھی سن رہے ہیں اور دیکھ رہے ہیں۔ یہ یقیناً ہر احمدی کو توجہ دلانے والا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو اپنا وعدہ پورا کر دیا اور کر رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچا دیا ہے اور پہنچا رہا ہے۔ خلافت احمدیہ کے قیام اور اسکے ذریعہ سے الٰہی تائیدات کے ساتھ ترقی کے نظارے ہم اپنے ماضی کی تاریخ میں بھی کرتے رہے ہیں اور آج بھی کر رہے ہیں۔ خلافت احمدیہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سلوک کی سو سالہ تاریخ ہمارے ایمانوں کو پختہ کر رہی ہے اور ہمارے ایمانوں کو گرما رہی ہے۔ کیا یہ سب کچھ ہمیں اس بات پر مجبور نہیں کرتا کہ ہم خدا تعالیٰ کے شکر گزار بندے بنتے ہوئے اسکے حضور اپنے شکر کا اظہار کریں اور آج کی یہ تقریب بھی اسی شکر گزاری کے اظہار کے طور پر ہے۔ یہ دن جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دکھایا ہے اسلام کی تاریخ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلامِ صادق کی جماعت کیلئے ایک نیا اور سنہری باب رقم کر رہا ہے۔ پس اس نیت سے اور اس نعمت کے اظہار اور شکرانے کے طور پر اگر ہم یہ تقریب اور دنیا کے مختلف ممالک میں اس حوالے سے تقریبات منعقد کر رہے ہیں تو یہ نہ صرف جائز بلکہ خدا تعالیٰ کے حکم کے عین مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

(الضحٰی:12) یعنی تو اپنے رب کی نعمتوں کا ضرور اظہار کرتا رہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’عجز و نیاز اور انکسار......ضروری شرط عبودیت کی ہے لیکن بحکم آیت کریمہ وَاَمَّا بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ (الضحٰی: 12) نعماء الٰہی کا اظہار بھی از بس ضروری ہے۔‘‘

(مکتوبات احمدیہ، جلد 5، حصہ دوم، بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام زیر سورۃ الضحٰی آیت 12)

پھر آپؑ مزید فرماتے ہیں: ’’یہ عاجز بحکم وَاَمَّا بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ (الضحٰی: 12) اس بات کے اظہار میں کچھ مضائقہ نہیں دیکھتا کہ خداوند کریم و رحیم نے محض فضل و کرم سے ان تمام امور سے اس عاجز کو حصہ وافر دیا ہے اور اس ناکارہ کو خالی ہاتھ نہیں بھیجا اور نہ بغیر نشانوں کے مامور کیا۔ بلکہ یہ تمام نشان دیئے ہیں جو ظاہر ہو رہے ہیں اور ہوں گے اور خدائے تعالیٰ جب تک کھلے طور پر حجت قائم نہ کرلے تب تک ان نشانوں کو ظاہر کرتا جائے گا۔‘‘ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 339 تا 338، مطبوعہ لندن)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’یاد رکھو کہ انسان کو چاہئے کہ ہر وقت اور ہر حالت میں دعا کا طالب رہے اور دوسرے اَمَّا بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ (الضحٰی: 12) پر عمل کرے۔ خدا تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی تحدیث کرنی چاہئے۔ اس سے خدا تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے اور اُسکی اطاعت اور فرمانبرداری کیلئے ایک جوش پیدا ہوتا ہے۔ تحدیث کے یہی معنی نہیں ہیں کہ انسان صرف زبان سے ذکر کرتا رہے بلکہ جسم پر بھی اسکا اثر ہونا چاہئے۔‘‘ (بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام زیر سورۃ الضحٰی آیت 13)

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے جس انعام سے ہمیں بہرہ ور فرمایا ہے اور بغیر کسی روک کے اسے جاری رکھا ہوا ہے اور آئندہ بھی جاری رکھنے کا وعدہ ہے، اللہ تعالیٰ کے شکرگزار بندے بنتے ہوئے اس نعمت کا اظہار کریں تا کہ اس نعمت کی برکات میں کبھی کمی نہ آئے بلکہ ہر نیا دن ایک نئی شان دکھانے والا ہو۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا عاجزی اور انکسار شرط ہے۔ ہر احمدی کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس اہم شرط کو ہمیشہ پیش نظر رکھے۔ جتنا ہم اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے جائیں گے، جتنا ہم عاجزی کا اظہار نہ صرف ظاہری طور پر بلکہ دل کی گہرائیوں سے تقویٰ پر چلتے ہوئے کریں گے اللہ تعالیٰ کے انعام سے حصہ لیتے چلے جائیں گے۔

یہ دن جو آج ہم خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر خاص اہتمام سے منا رہے ہیں یا ہر سال عمومی طور پر مناتے ہیں یہ ہمیں اس بات کی یاد دلانے والا ہونا چاہئے کہ تقویٰ پر چلتے ہوئے، عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احکامات اور تمام اوامر و نواہی پر پوری طرح کاربند رہنے کی کوشش کریں گے۔ آج صرف نظمیں پڑھنے یا غبارے اڑانے یا متفرق پروگرام بنانے یا اِس خوشی میں اچھے کھانے کھانے اور مٹھائی کھانا ہمارا مقصد نہیں ہے۔ یہ پروگرام جو اس وقت ہو رہا ہے یا مختلف جماعتوں میں ہوگا صرف خوشی منانے کیلئے نہیں ہے۔ ٹھیک ہے، یہ بھی ایک مقصد ہے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار ہے۔ لیکن اِس اظہار سے ہماری توجہ تقویٰ کی راہوں کی طرف پھر جانی چاہئے۔ اگر یہ ظاہری شور شرابا تصنع اور بناوٹ اور پروگراموں میں دنیاداری کے اظہار کیلئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش ہے تو یہ عمل اسی طرح قابل کراہت ہے جس طرح جلسہ سالانہ سے پاک تبدیلیاں پیدا کئے بغیر چلے جانا یا کوئی بھی غیر صالح عمل، جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے بغیر ہو۔

پس آج کا دن ایک نیا عہد باندھنے کا دن ہے۔ آج کا دن ہمیں اپنی تاریخ سے آگاہ کرنے کا دن ہے۔ آج کا دن ہمیں اُس دن کی یاد دلانے کا دن ہے جب افراد جماعت پر آج سے سو سال پہلے ایک زلزلہ آیا تھا۔ آج کے دن سے ایک دن پہلے ایک واقعہ ہوا جس نے جماعت کو ہلا کر رکھ دیا۔ 26/مئی 1908ء کا دن جب خدا کا پیارا مسیح موعود اپنے مولا کے حضور حاضر ہوگیا۔ اس واقعہ کی خبر اللہ تعالیٰ آپؑ کو ایک عرصہ سے دے رہا تھا جس کا ذکر آپ نے جماعت کے سامنے کرنا شروع کر دیا تھا اور رسالہ الوصیت میں بڑا کھل کر جماعت کو اس طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ نے ایمان اور تقویٰ میں بڑھنے کی خاص طور پر تلقین فرمائی اور جماعت کو تسلی دی کہ یہ نہ سمجھنا کہ میرے جانے سے خدا کا تائیدی ہاتھ تم سے اٹھ جائے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کے وعدے میرے بعد بھی پورے ہوتے رہیں گے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کا قانون ہے۔ ہر ایک انسان جو اس دنیا میں آیا اس نے جانا ہے۔ تمام انبیاء بھی اسی قانون کے تحت رخصت ہوئے اور اپنے مولا کی ابدی جنتوں کے وارث ہوئے جس کیلئے وہ بے چین رہتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کا ہر لمحہ بھی ہمیں اس زندگی کی آرزو کرتا نظر آتا ہے جو ابدی زندگی ہے۔ آپ کی وفات پر افراد جماعت کو یقین نہیں آتا تھا کہ آپ اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ بہر حال جب پتہ چلا کہ یہ حقیقت ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو خود ایک عرصہ سے اس خبر کیلئے جماعت کو تیار کر رہے تھے۔ الہامات بھی اس بارہ میں ہو رہے تھے۔ 20/مئی 1908ء کو آپ کو الہام ہوا تھا کہ اَلرَّحِیۡلُ ثُمَّ الرَّحِیۡلُ وَالۡمَوۡتُ قَرِیۡبٌ (تذکرہ، صفحہ 640، ایڈیشن چہارم 2004ء) یعنی کوچ کا وقت آگیا ہے، ہاں کوچ کا وقت آگیا ہے اور موت قریب ہے۔ اس بات پر جب احباب جماعت کو یقین ہوگیا کہ یہ بات سچ ہے۔ بیان کرنے والے بیان کرتے ہیں کہ مغرب کی نماز میں مسجد مبارک قادیان کی چھت پر آہ و بکا اور گریہ وزاری سے ایک محشر برپا تھا۔ لیکن دوسری طرف مخالفین کی شرمناک حرکات بھی اپنے عروج پر تھیں۔ لاہور میں احمدیہ بلڈنگ کے نزدیک، جہاں آپؑ کا جسد مبارک رکھا ہوا تھا شہر کے آوارہ مزاج لوگوں کو مخالفین نے جمع کر کے خوشی کے نعرے لگائے اور گیت گائے۔ بیہودگی اور بے حیائی کی انتہا تھی جو اُس وقت ان لوگوں نے کی۔ اوباشوں سے تو یہ توقع کی جاسکتی تھی لیکن بعض کم ظرف اور ذلیل اخبار نویسوں نے بھی آپ کی وفات پر خوشی کا اظہار کر کے اپنے کم ظرف ہونے کا ثبوت دیا اور اس بات کا اظہار کیا کہ اب مرزا صاحب کی وفات کے بعد یہ سلسلہ نعوذ باللہ تباہ و برباد ہوگا۔ لیکن ان بیہودہ لوگوں کو یہ پتہ نہیں تھا، یہ ان کی بھول تھی، یہ دنیا کے ان کیڑوں کی گھٹیا خواہش تھی۔ یہ ان لوگوں کی بھول تھی جو خدا تعالیٰ کی اپنے فرستادوں کیلئے غیرت رکھنے کے علم سے بے بہرہ تھے۔ ان لوگوں کی عقل پر پردے پڑے ہوئے تھے اور آنکھیں اندھی تھیں، جو نہیں جانتے تھے کہ یہ شخص جو آج اس دنیا سے رخصت ہوا اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چودہ سو سال پہلے کی پیشگوئیوں کا مصداق ہے۔ اس شخص نے مومنین کی وہ جماعت قائم کی ہے جس کے بارہ میں خدا تعالیٰ نے بڑے واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ مَیں ایسے لوگوں کے خوف کی حالت کو امن میں بدل دیتا ہوں اور اپنی تائید و نصرت سے انہیں نوازتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ حقیقی مومنین کو یہ خوشخبری دی تھی کہ مسیح و مہدی کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد دشمن کی خوشی عارضی ہوگی اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور رحم کی چادر میں اس مسیح و مہدی کے غلاموں کو لپیٹ لے گا۔ ایک حدیث میں اپنے زمانہ سے لے کر آخرین کے زمانے تک کا نقشہ کھینچتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اور یہ روایت ہے حضرت حذیفہؓ سے۔ آپؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر اس کو اٹھا لے گا اور خلافت علی منہاج نبوت قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی۔ جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے۔ جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اِس ظلم و ستم کے دور کو ختم کر دے گا۔ اسکے بعد پھر خلافت علی منہاج نبوت قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپؐ خاموش ہو گئے۔

(مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر)

پس یہ تسلّی کے الفاظ تھے جو آپؐ نے مومنین کو دئے۔ اُن مومنین کو جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاشق صادق کی جماعت میں شامل ہونا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا رحم مسیح و مہدی کے ماننے والوں کیلئے جوش میں آئے گا اور دشمن چاہے جتنی بھی تعلّیاں کرتا رہے، جتنے چاہے خوشی کے باجے بجاتا رہے، ڈھول پیٹتا رہے، یہ دائمی خلافت علی منہاج نبوت اس مسیح کے ماننے والوں کے ساتھ وابستہ ہو چکی ہے جو ہر خوف میں انہیں امن کی نوید دیتی چلی جائے گی اور یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے۔ ایسی تقدیر ہے جو اٹل ہے۔ یہ حقیقی مومنوں کا مقدر ہے۔ یہ چند اوباش یا چند کم ظرف جو اپنے زعم میں بڑا علم رکھنے والے لوگ ہیں وہ اس تقدیر کو نہیں بدل سکتے۔

اس بات کی مزید تشریح کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑا کھول کر رسالہ الوصیت میں فرمایا اور جماعت کو تسلی دی۔ آپ کو علم تھا کہ جس طرح ہمیشہ سے انبیاء کے مخالفین کا یہ کام رہا ہے، یہ شیوہ رہا ہے کہ ان کی وفات کے بعد ان کو خیال ہوتا ہے کہ اب یہ ختم ہوئے کہ ختم ہوئے۔ اور مخالفین اور منافقین اس انتظار میں ہوتے ہیں کہ یہ نظارہ دیکھیں کہ یہ جماعت اب کس طرح ٹکڑے ٹکڑے ہوتی ہے۔ لیکن وہ خدا جو اپنے انبیاء کو دنیا میں بھیجتا ہے وہ اپنی تقدیر دکھاتا ہے اور وہ خدا جس نے افضل الرسل اور خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا میں بھیجا تھا تو اس نے یہ اعلان بھی کروایا تھا کہ آپ کی شریعت ہمیشہ اور دائمی رہنے والی شریعت ہے۔ آپؐ کی وفات کے بعد اُمّت پر کچھ ابتلا تو آئیں گے لیکن جیسا کہ حدیث سے بھی واضح ہے آخر مسیح محمدی کی آمد کے بعد اس اسلام کے غلبہ کا ایک نیا دور شروع ہوگا جو تا قیامت چلے گا۔ گو مخالفتیں ہوں گی لیکن راستے کی دھول کی طرح فضا میں بکھر جائیں گی۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس علم کی بنا پر جو خدا تعالیٰ نے آپ کو دیا تھا یہ تسلّی دی تھی کہ مخالفین جب ہنسی ٹھٹھا کریں تو پریشان نہ ہونا۔ چنانچہ آپؑ جماعت کو تسلی دیتے ہوئے رسالہ الوصیت میں فرماتے ہیں کہ ’’یہ خدا تعالیٰ کی سُنّت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سُنّت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہی کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ (المجادلہ: 22) اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اُس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُنکی سچّائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی اُنہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر نا تمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔(1)اوّل خودنبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔(2)دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہوجاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مُرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گِرتی ہوئی جماعت کوسنبھال لیتا ہے۔پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔ اور بہت سے بادیہ نشین نادان مُرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا (سورة النور:56) یعنی خوف کے بعد پھر ہم اُن کے پَیر جما دیں گے۔‘‘(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 304-305، مطبوعہ لندن)

آپؑ اپنی جماعت کو فرماتے ہیں: ’’سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہینِ احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے۔‘‘ آپ فرماتے ہیں ’’وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اِس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچّا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔‘‘

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 306 تا 305، مطبوعہ لندن)

یہ آیت جس کا کچھ حصہ مَیں نے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے اقتباس سے پڑھا ہے یہ پوری آیت اس طرح ہے جس کو ہم آیت استخلاف کہتے ہیں کہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ (سورة النور:56)

اسکا ترجمہ یہ ہے کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ تعالیٰ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔اور ان کیلئے ان کے دین کو جو اس نے ان کیلئے پسند کیا ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔پس جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

یہ آیت مومنین کیلئے ایک عظیم خوش خبری ہے اور دلوں کی بصیرت کیلئے ایک ایسی مرہم ہے جس پر جتنا بھی خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔لیکن یہ فکر میں ڈالنے والی بات بھی ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ میرا وعدہ ہے مومنین سے، ایسے لوگوں کے ساتھ جو ایمان میں پختہ ہیں، جو نمازیں ادا کرنے والے ہیں جو زکوٰۃ دینے والے ہیں، اللہ تعالیٰ کے تمام حقوق ادا کرنے والے ہیں۔

ایمان کی اللہ تعالیٰ نے مختلف جگہ پر جو وضاحت فرمائی ہے اس میں سب سے پہلے غیب پر ایمان ہے۔ اگر یہ ایمان کامل ہوگا تو پھر انسان خالص خدا تعالیٰ کا عبد کہلانے والا ہوگا۔ پھر ایسے شخص کی تمام محبتیں خدا تعالیٰ کی رضا کیلئے ہوں گی۔ایسے مومنین کے دل اللہ تعالیٰ کے خوف سے لرزاں و ترساں رہیں گے اور وہ تقویٰ کی راہوں پر چلنے والے ہوں گے۔ وہ اللہ اور اُسکے رسول کے حکم کو کامل فرمانبرداری سے ماننے والے ہوں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ بجالانے والے ہوں گے۔صرف نمازیں پڑھنا ہی کافی نہیں، صرف روزے رکھنا ہی کافی نہیں، صرف زکوٰۃ دینا ہی کافی نہیں، صرف حج کرنا ہی کافی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے جن اعمال صالحہ کا قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے ان کو بجالانے کی طرف توجہ بھی ضروری ہے۔ اصل میں تو ایمان اور اعمال صالحہ لازم وملزوم ہیں۔ ایمان کے بغیر اعمال کسی قابل نہیں اور اعمال صالحہ کے بغیر ایمان کامل نہیں۔ پس اللہ تعالیٰ خلافت کے ساتھ وابستہ کر کے ایک ایسا معاشرہ قائم کرنا چاہتا ہے جو حقوق اللہ ادا کرنے والا بھی ہو اور حقوق العباد ادا کرنے والا بھی ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایمان اور عمل صالح کے تعلق میں فرماتے ہیں کہ ’’قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ عمل صالح بھی رکھا ہے۔ عمل صالح اسے کہتے ہیں جس میں ایک ذرہ بھر فساد نہ ہو۔ یادرکھو کہ انسان کے عمل پر ہمیشہ چور پڑا کرتے ہیں۔ وہ کیا ہیں۔ ریاکاری (کہ جب انسان دکھاوے کیلئے ایک عمل کرتا ہے) عُجب (کہ وہ عمل کر کے اپنے نفس میں خوش ہوتا ہے) اور قسم قسم کی بدکاریاں اور گناہ جو اس سے صادر ہوتے ہیں ان سے اعمال باطل ہو جاتے ہیں۔ عمل صالح وہ ہے جس میں ظلم، عُجب، ریاء، تکبر، حقوق انسان کے تلف کرنے کا خیال تک نہ ہو۔ جیسے آخرت میں عمل صالح سے بچتا ہے ویسے ہی اس دنیا میں بھی بچتا ہے۔ اگر ایک آدمی بھی گھر میں عمل صالح والا ہو۔‘‘ فرماتے ہیں کہ ’’اگر ایک آدمی بھی گھر میں عمل صالح والا ہو تو سب گھر بچا رہتا ہے۔ سمجھ لو کہ جب تک کہ تم میں عمل صالح نہ ہو صرف ماننا فائدہ نہیں کرتا۔‘‘

(البدر جلد 9 مورخہ 26/دسمبر 1902ء صفحہ 66)

فرماتے ہیں کہ ’’عمل صالح ہماری اپنی تجویز اور قرارداد سے نہیں ہوسکتا۔‘‘ ہر ایک کی اپنی مرضی کے مطابق عمل صالح نہیں ہے۔ عمل صالح کی تشریح ہر شخص نے خود نہیں کرنی۔ فرمایا کہ ’’عمل صالح اپنی تجویز اور قرارداد سے نہیں ہوسکتا۔ اصل میں اعمال صالحہ وہ ہیں جس میں کسی بھی نوع کا کوئی فساد نہ ہو۔ کیونکہ صالح فساد کی ضد ہے جیسے غذا طیب اس وقت ہوتی ہے کہ وہ نہ کچی ہو نہ سڑی ہوئی ہو۔ اور نہ کسی ادنیٰ درجہ کی جنس کی ہو۔ بلکہ ایسی ہو جو فوراً جزو بدن ہو جانے والی ہو۔ اسی طرح پر ضروری ہے کہ عمل صالح میں بھی کسی قسم کا فساد نہ ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق ہو اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت کے موافق ہو۔ اور پھر نہ اس میں کسی قسم کا کسل ہو، نہ عُجب ہو، نہ ریاء ہو، نہ وہ اپنی تجویز سے ہو۔ جب ایسا عمل ہو تو وہ عمل صالح کہلاتا ہے اور یہ کبریت احمر ہے‘‘ یعنی ایک بہت نایاب چیز ہے اور ایک بہت قیمتی چیز ہے۔ یہی عمل ہے جو مومن کو اپنانا چاہئے۔ (الحکم، جلد 8 نمبر 14 تا 15، مورخہ 30/اپریل و 10/مئی 1904ء صفحہ 1)

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسی حالت پیدا کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ خلافت سے فیض پاتے رہیں گے۔ ایسے لوگ ہوں گے جو خلافت کی حفاظت کرنے والے ہوں گے اور خلافت ان کی حفاظت کرنے والی ہوگی۔ اور یہ فیض اور حفاظت کے نظارے تبھی نظر آئیں گے جب اللہ کے دین کو مضبوطی سے تھامیں گے۔ یعنی یہ وعدہ ان لوگوں کیلئے نہیں جو اپنی مرضی کرنا چاہتے ہیں۔

آج اُمّت مسلمہ میں کتنی کوششیں ہو رہی ہیں خلافت کے قیام کیلئے، لیکن وہ بارآور نہیں ہوسکتیں اور کبھی نہیں ہوسکتیں۔ اس لئے کہ یہ لوگ اللہ کی مرضی کی بجائے اپنی مرضی کا دین جاری کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ کی بھیجی ہوئی خلافت کی اطاعت کی بجائے بندوں کی بنائی ہوئی خلافت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ باوجود اس احساس کے کہ ہم غلطی کر رہے ہیں پھر بھی اللہ تعالیٰ کے فیصلے کا انکار کر رہے ہیں۔ لیکن اس آیت استخلاف میں جو تسلی اللہ تعالیٰ نے جماعت کو دی ہے اور جس کی وضاحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی ہے۔ آج جماعت احمدیہ کی تاریخ خاص طور پر خلافت احمدیہ کی سوسالہ تاریخ جو ہے ہر فرد کو آیت استخلاف کی حقیقی تصویر کا فہم و ادراک دے چکی ہے۔ اور ہر احمدی کو عملی طور پر بھی اللہ تعالیٰ کے انعامات کی بارش کا مصداق بنا دیا ہے۔

پس آج یہ بات ہر احمدی پر واضح ہے اور واضح رہنی چاہئے کہ اس کے مصداق وہی لوگ بنتے ہیں جو ایمان میں کامل ہونے کی کوشش کرنے والے اور اعمال

ارشاد باری تعالیٰ

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (آل عمران:148)

ترجمہ: اے ہمارے ربّ! ہمارے گناہ بخش دے اور اپنے معاملہ میں ہماری زیادتی بھی۔ اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت عطا کر۔

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

بَجِّلُوا الْمَشَائِخَ (اربعین اطفال)

(بزرگوں کی تعظیم کرو)

طالب دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

صالحہ بجا لانے والے ہوں۔ آج تو غیر بھی ہمارے نظارے دیکھ کر اس بات کا برملا اظہار کرتے ہیں اور اسکا اظہار کرنے پر مجبور ہیں کہ خوف کی حالت کو امن میں بدلتے اگر کسی نے اس زمانہ میں دیکھنا ہے تو جماعت احمدیہ کو دیکھ لے۔ پس کتنے خوش قسمت ہیں ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہو کر اس انعام کے مستحق ٹھہرے ہیں۔

پس یہ آیت جو آیت استخلاف کہلاتی ہے اور اسکے کچھ حصے کا ذکر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباس میں سنا، ہمیں اس بات کی طرف توجہ دلاتی ہے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اپنے ایمان اور اعمال کی طرف نظر رکھیں۔ یہ لوگ جیسا کہ مَیں بتا رہا تھا کہ غیر کوشش کرتے ہیں کہ ہم میں بھی خلافت قائم ہو۔ اسکی ضرورت محسوس کرتے ہیں لیکن ان میں یہ قائم نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ اپنی مرضی سے اس کی تعریف کرنا چاہتے ہیں۔ بجائے اللہ تعالیٰ کی خلافت لینے کے اپنی خلافت ٹھونسنا چاہتے ہیں۔ پس یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ان کے خوف کی حالت امن میں بدلے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ان میں خلافت کا نظام قائم ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نظام کے تحت جہاں مومنوں کے خوف کی حالت کو امن میں بدلتا ہے وہاں اپنے مقرر کردہ خلیفہ کے دل سے ہر قسم کے دنیاوی خوف نکال کر خوف کی حالتوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت عطا فرماتا ہے۔ ہر مشکل حالت میں اپنے فضل سے تسلی دیتا ہے تاکہ خلیفۂ وقت جماعت کو تسلی دے۔ پس کیا دنیاوی تدبیریں الٰہی تدبیروں کا مقابلہ کر سکتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس آیت میں پھر اس بات کی تلقین فرماتا ہے، یہ تسلّی دلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو تمہارے خوفوں کو امن میں بدلے گا، خلیفۂ وقت کی رہنمائی تو کرے گا۔ اسکی عبادت کی طرف توجہ پیدا ہوتی رہے گی اور وہ توکّل دنیا کے خوفوں اور چاہتوں کو خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں شریک بنا کر کھڑا نہیں کرے گا۔ وہ تو ناشکری نہیں کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی تائیدات اس بات کا ثبوت ہوں گی۔ اور اگر بشری کمزوری کی وجہ سے خلیفہ وقت سے ایسی حالت ہو بھی گئی تو خدا تعالیٰ خود خلیفۂ وقت کا قبلہ درست کر دے گا۔ خدا تعالیٰ اپنے انعام کی وجہ سے، اپنے انتخاب کی وجہ سے ایسی حالت میں بھی بہتر نتائج پیدا فرمائے گا لیکن افراد جماعت کو بھی اس طرف توجہ کرنی ہوگی کہ عبادت کی طرف توجہ دیں، شرک کی چھوٹی سے چھوٹی حالت سے بھی بچنے کی کوشش کریں اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے اس انعام کی قدر کرتے ہوئے اسکے شکر گزار بندے بنے رہیں۔ (نعرے) مَیں یہ کہہ رہا تھا کہ افراد جماعت کو بھی اس انعام کی قدر کرتے ہوئے اس کے شکر گزار بندے بنے رہنے کی کوشش کرنی چاہئے اور جب یہ ہوگا تو پھر بے فکر ہو جائیں کہ خدا ان کے آگے بھی ہوگا، پیچھے بھی ہوگا، دائیں بھی ہوگا اور بائیں بھی ہوگا اور کوئی نہیں جو انہیں نقصان پہنچا سکے۔

پس یہ حالت ہم نے خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت پر اس وقت بھی دیکھی جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی جس نے ہر ایک دل کو ہلا کر رکھ دیا، ہر ایک احمدی کو ہلا کر رکھ دیا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا، دشمن نے خوشی کے شادیانے بجائے کہ اب یہ جماعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد اپنے انجام کو پہنچی کہ پہنچی۔ مخالفین کی بیہودہ گوئیاں جو تھیں، ہرزہ سرائیاں جو تھیں ان میں سے بعض یہاں پیش کرتا ہوں تاکہ نئی نسل اور نئے آنے والوں کو بھی پتہ چلے کہ کس کس طرح مخالفین نے جماعت میں فتنہ کی افواہیں اڑائیں۔ مثلاً ایک پراپیگنڈہ پیر جماعت علی شاہ کے مریدوں نے کیا کہ کثرت سے مرزائی لوگ تائب ہو کر بیعت کر رہے ہیں۔'' (المجدّد) (لاہور) جون 1908ء بحوالہ تاریخ احمدیت، جلد 3، صفحہ 204، نیا ایڈیشن) یعنی احمدیت چھوڑ کر اُن کے اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ حالانکہ حقیقی اسلام اب احمدیت میں ہے۔ تو یہ ان کی باتیں تھیں۔ آج بھی بیچارے مولوی، ہمارے مخالفین، اسی قسم کی باتیں کرتے ہیں۔ لیکن یہ انکی خواہش ہے۔ نہ پہلے پوری ہوئی اور نہ آج پوری ہوگی۔ آج تو یہ مخالفین بیچارے جماعت کی ترقی دیکھ کر اتنے حواس باختہ ہو چکے ہیں کہ ایک طرف تو یہ بات کرتے ہیں کہ ہم نے احمدیت کو ختم کر دیا اور ساتھ ہی یہ بیان دیتے ہیں، اسلامی حکومتوں پر زور دیتے ہیں کہ اسلامی حکومتیں قادیانیت کی پیش قدمی کو روکیں ورنہ یہ لوگ ساری امت مسلمہ کو ''گمراہ'' کر دیں گے۔ بہرحال یہ تو اُن کی باتیں ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد کس کس طریقہ سے انہوں نے اپنے دل کی بھڑاس نکالی اس کے بھی ایک دو واقعات سن لیں۔

مولوی ثناء اللہ نے لکھا کہ مرزا (حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی۔ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) انہوں نے اپنی زبان میں لکھا کہ ''مرزا کی کل کتابیں کسی سمندر میں نہیں، کسی جلتے تنور میں جھونک دیں۔ اسی پر بس نہیں بلکہ آئندہ کوئی مسلم یا غیر مسلم مؤرخ تاریخ ہند یا تاریخ اسلام میں ان کا نام تک نہ لے۔''

(اخبار وکیل امرتسر، 13/جون 1908ء بحوالہ الحکم 18/جون 1908ء صفحہ 8 کالم نمبر 1)

خواجہ حسن نظامی صاحب جو بظاہر بڑے سنجیدہ طبع اپنے میں مست رہنے والے آدمی تھے، وہ احمدیوں کو مشورہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحیت اور مہدویت سے صاف انکار کر دیں ''ورنہ اندیشہ ہے کہ مرزا صاحب جیسے سمجھدار اور منتظم شخص کی عدم موجودگی کے سبب احمدی جماعت مخالفین کی شورش کو برداشت نہ کر سکے گی اور اس کا شیرازہ بکھر جائے گا۔'' (تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 554، بحوالہ پیسہ اخبار، لاہور، 5/جون 1908ء بعنوان ''قادیانی مشن'')

بڑے نرم الفاظ میں انہوں نے بڑی عزت سے نام لے کے ذکر کیا ہے لیکن وہی بات کہ احمدی اس بیعت سے نکل جائیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کی ہے اور آپ کے دعویٰ سے انکاری ہو جائیں۔ تو یہ حالات اس وقت پیدا ہوئے۔ وہ لوگ جن کی فطرت میں فساد ہے وہ تو ہرزہ سرائیاں کر ہی رہے تھے سنجیدہ طبع لوگ بھی اپنے دلوں کے غبار نکالنے لگے۔

لیکن چونکہ ان کی صرف دنیا کی آنکھ تھی اس لئے خدائی وعدوں کی طرف ان کی نظر نہ گئی اور نہ جا سکتی تھی۔ ان کو خدا کے اس مسیح کے اعلان کا فہم ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ مَیں جب جاؤں گا تو خدا تعالیٰ تمہیں دوسری قدرت دکھائے گا۔ اور ایک دنیا نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے کس شان سے مسیح محمدی کے حق میں پورے ہوئے۔ انکی تعلّیاں اور انکی گھٹیا خواہشیں ان کے منہ پر ماری گئیں۔ جس لٹریچر کو جلانے کی تلقین کی جا رہی تھی آج یہی لٹریچر دنیا کی کئی زبانوں میں ترجمہ ہو کر سعید روحوں کی رہنمائی کا باعث بن رہا ہے۔ جس شخص کے نام کو تاریخ سے نکالنے کی باتیں ہو رہی تھیں آج اس کی جے کے نعرے یورپ، امریکہ، ایشیا اور افریقہ میں لگ رہے ہیں۔ آج حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا نام، تصویر اور لٹریچر ہواؤں کے دوش پر دنیا کے ہر خطہ اور ہر گھر میں پہنچ رہا ہے۔ جو یہ کہہ رہے تھے کہ مخالفین کی شورش جماعت احمدیہ برداشت نہیں کر سکے گی، آج وہ زندہ ہوں تو دیکھیں کہ شورش برداشت کرنے کا تو کیا سوال، احمدیت کا نام دنیا کے ہر شہر میں پہنچ چکا ہے اور مخالفین، احمدیت کا نام سن کر دنیا کے ہر ملک میں پہلو بچاتے ہوئے راہ فرار اختیار کرتے ہیں۔ ہاں مغلّظات جتنی ان سے سُنی ہوں، سن لیں۔

اگر ان میں جرأت ہے تو ہر اسلامی ملک کا ٹی وی چینل اور ریڈیو انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے احمدیوں کو ملکی ٹیلیویژن پر اپنا مؤقف پیش کرنے کی اجازت اور سہولت دیں۔ ملکی حکومتیں انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں پوری کریں اور احمدیوں کو تحفظ فراہم کریں۔ دین کے معاملہ میں تو کوئی جبر نہیں۔ ماشاء اللہ ہر بالغ، صاحب عقل، اپنا اچھا بُرا جانتا ہے تو پھر ان لوگوں کو خوف کس چیز کا ہے۔ زبردستی تو کوئی کسی کو احمدی نہیں بنا سکتا۔

یہ مخالف حضرات، آج کل جو ہمارا ایم ٹی اے چینل ہے اس کو بھی بند کرنے کے نعرے لگاتے رہتے ہیں اور کئی جگہ کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ کوششیں ہوئی بھی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا فرماتا ہے کہ ایک جگہ سے اگر دبانے کی کوشش کی جاتی ہے تو دوسری جگہ سے ابھر کر اور نئی شان سے ابھر کر سامنے آ جاتا ہے۔ انکی یورش نے جماعت کا کیا بگاڑنا تھا آج کل تو ایم۔ٹی۔اے نے ہی ان کو خوفزدہ کیا ہوا ہے۔ یہ ہیں خدائی وعدوں کے پورا ہونے کے نظارے۔ اگر خدا تعالیٰ سے کسی نے جنگ کرنی ہے تو کر لے۔ پہلے بھی اپنا انجام دیکھتے آئے ہیں۔ آج بھی دیکھ لیں۔

بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر دشمنوں نے ہر طرح کوشش کی اور پوری قوت سے کوشش کی کہ احمدیت کے اس پودے کو ختم کر دیں اور اس کیلئے ہر حربہ انہوں نے استعمال کیا لیکن وہ خدا جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً فرمایا تھا کہ ''غَرَسْتُ لَكَ بِيَدِيْ رَحْمَتِيْ وَقُدْرَتِيْ'' (تذکرہ، صفحہ 72، ایڈیشن چہارم 2004ء) کہ مَیں نے تیرے لئے اپنے ہاتھ سے اپنی رحمت اور اپنی قدرت کا درخت لگا دیا ہے۔ پس یہ دشمن کی بھول تھی کہ جو یہ سمجھتے تھے کہ احمدیت کا پودا اپنی ابتدائی حالت میں ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نعوذ باللہ یہ ختم ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے یہ درخت لگا دیا ہے اپنی رحمت اور قدرت کا ایسا درخت لگا دیا ہے جس کا مقدر پھلنا پھولنا اور بڑھنا ہے۔ جس کی جڑیں زمین میں مضبوط ہیں اور جس کی شاخیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر جس دوسری قدرت کی خوشخبری دی تھی اور یہ اعلان فرمایا تھا کہ وہ دائمی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے لگائے ہوئے درخت کے ثمر آور ہونے اور تناور ہونے کی پیشگوئی تھی۔ وہ درخت جس کو خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے لگایا تھا جس نے تمام دنیا کی سعید روحوں کو اپنے سایہ عاطفت میں پناہ دینی تھی اور دے رہا ہے وہ ان بونوں کی ٹھوکروں سے بھلا کہاں ہلنے والا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ فرمایا تھا کہ ''مَیں تیرے ساتھ اور تیرے تمام پیاروں کے ساتھ ہوں۔''

(تذکرہ، صفحہ 630، جدید ایڈیشن، مطبوعہ ربوہ)

یہ الہام ہر دن بڑی شان کے ساتھ پورا ہوتا چلا جا رہا ہے۔

(اس موقع پر لندن، قادیان اور ربوہ سے بلند ہونے والے نعروں پر حضور انور نے فرمایا: نعروں سے جوش بے شک اپنا نکالیں لیکن ابھی میں نے کافی کچھ کہنا ہے اس لئے ذرا تھوڑا سا صبر کر کے نعرے لگائیں۔ خاص طور پر قادیان والے زیادہ جوش میں ہیں)

مَیں یہ کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ الہام کہ میں تیرے ساتھ اور تیرے پیاروں کے ساتھ ہوں ہر دن بڑی شان کے ساتھ پورا ہو رہا ہے اور ہوتا چلا جا رہا ہے جس کا پہلا اظہار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر ہوا جب مومنین کی تسکین کے سامان فرماتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ؓ کے ہاتھ پر تمام جماعت کو جمع کر دیا۔ اس وقت غیروں کا خیال تھا کہ اس اسّی سالہ بوڑھے نے جماعت کو کیا سنبھالنا ہے۔

ایک اخبار کرزن گزٹ نے لکھا کہ ''اب مرزائیوں

میں کیا رہ گیا ہے ان کا سرکٹ چکا ہے ایک شخص جوان کا امام بنا ہے اس سے اور تو کچھ ہوگا نہیں۔ ہاں یہ ہے کہ وہ تمہیں کسی مسجد میں قرآن سنایا کرے۔''

(اخبار بدر، نمبر 10، جلد 8، 7/ جنوری 1909ء صفحہ 5 کالم 1-2)

لیکن اس شخص نے جس کے متعلق کہتے تھے کہ کچھ ہوگا نہیں وہ کام تو یقینا کیا جس کی ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں تھی یعنی قرآن کریم کے حقائق کو معارف بیان کرنا۔ اور اصل میں تو یہی حقیقی کام ہے جس کیلئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو قبول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا تھا اور یہی کام تھا جس کے کرنے کیلئے آخرین میں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا تھا اور یہی کام تھا اور ہے جس کیلئے جماعت میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کا نظام جاری فرمایا ہے۔ لیکن دنیا کی آنکھ اس عظیم مقصد کو کیا سمجھ سکتی ہے۔ بہرحال حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے اس بات پر فرمایا کہ'' خدا کرے کہ یہی ہو کہ میں تمہیں قرآن سنایا کروں۔'' (اخبار بدر نمبر 10، جلد 8، مورخہ 7/ جنوری 1909ء، صفحہ 5 کالم 2-1)

لیکن مخالفین اور بعض اپنے جن کے دلوں میں نفاق تھا سمجھتے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل بوڑھے اور کمزور ہیں جماعت کو کیا کنٹرول کریں گے۔ دشمن سمجھتا تھا کہ انتظامی کمزوری کی وجہ سے آہستہ آہستہ جماعت ختم ہو جائے گی اور منافق طبع جو اپنے زعم میں اپنے آپ کو جماعت کا ستون سمجھتے تھے ان کے خیال میں انجمن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقی نائب ہے۔ ان کے سپرد سب کام ہونا چاہیے۔ ان ہر دو قسم کے فتنوں اور حملوں کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی االلہ تعالیٰ عنہ نے ایسی سختی سے دبایا کہ جو خدا تعالیٰ کی دی ہوئی خلافت کا ہی کام ہے۔ آپ نے خلافت کے منصب پر فائز ہوتے ہی پہلی تقریر جو فرمائی اس کے آخر پر فرمایا:'' اب تمہاری طبیعتوں کے رُخ خواہ کسی طرف ہوں تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی اور اگر یہ بات تمہیں منظور ہو تو میں طوعاً و کرہاً اس بوجھ کو اٹھاتا ہوں۔ وہ بیعت کے دس شرائط بدستور قائم ہیں۔'' یعنی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقرر فرمائے تھے۔'' ان میں خصوصیت سے میں قرآن کو سیکھنے اور زکوۃ کا انتظام کرنے، واعظین کے بہم پہنچانے اور ان امور کو جو وقتاً فوقتاً اللہ میرے دل میں ڈالے شامل کرتا ہوں۔ پھر تعلیم دینیات۔ دینی مدرسے کی تعلیم میری مرضی اور منشاء کے مطابق کرنا ہوگی اور میں اس بوجھ کو صرف اللہ کیلئے اٹھاتا ہوں جس نے فرمایا وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ (آل عمران: 104) یاد رکھو کہ ساری خوبیاں وحدت میں ہیں جس کا کوئی رئیس نہیں وہ مرچکی ہے۔'' (تاریخ احمدیت، جلد 3، صفحہ 190، نیا ایڈیشن، الحکم 6/ جون 1908ء صفحہ 8)

غیروں کی خواہش کہ جماعت کو ٹوٹتا ہوا دیکھیں تو پوری نہ ہوئی اور نہ ہوسکتی تھی لیکن اندرونی خطرے بعض منافقین یا ان کے ہاتھوں کھلونا بننے والوں کی وجہ سے اٹھتے رہے اور جب بھی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کا علم ہوا آپ ان کا پُر حکمت اور سختی سے نوٹس لیتے رہے۔

ایک ایسے ہی موقع پر آپ نے مسجد مبارک میں بڑا اجلالی خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا:'' تم نے اپنے عمل سے مجھے اتنا دکھ دیا ہے کہ مَیں اس حصہ مسجد میں بھی کھڑا نہیں ہوا جو تم لوگوں کا بنایا ہوا ہے......''

مسجد مبارک کا کچھ حصہ بعد میں بڑھتا چلا گیا تھا جو پہلا حصہ تھا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کا تھا۔ آپ اس حصے میں کھڑے ہوئے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہے۔ اور بعد میں جو جماعت کے چندوں سے بنا وہ علیحدہ ایکسٹینشن (Extention) ہے۔ آپ نے فرمایا کہ'' تم نے اپنے عمل سے مجھے اتنا دکھ دیا ہے کہ مَیں اس حصہ مسجد میں بھی کھڑا نہیں ہوا جو تم لوگوں کا بنایا ہوا ہے بلکہ مَیں اپنے میرزا کی مسجد میں کھڑا ہوا ہوں۔'' نیز فرمایا'' میرا فیصلہ ہے کہ قوم اور انجمن دونوں کا خلیفہ مطاع ہے اور یہ دونوں خادم ہیں۔ انجمن مشیر ہے۔ اسکا رکھنا خلیفہ کیلئے ضروری ہے۔''

اسی طرح فرمایا کہ'' جس نے یہ لکھا ہے کہ خلیفہ کا کام بیعت لینا ہے اصل حاکم انجمن ہے وہ توبہ کرے۔ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ اگر اس جماعت میں سے کوئی تجھے چھوڑ کر مرتد ہو جائے گا تو مَیں اس کے بدلے تجھے ایک جماعت دوں گا......''

پھر آپ نے فرمایا کہ'' کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھانا یا جنازہ یا نکاح پڑھا دینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک مُلّا بھی کرسکتا ہے اس لئے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وہی ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور جس میں خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔''

(تاریخ احمدیت، جلد 3، صفحہ 262، نیا ایڈیشن، الفضل 11/ اپریل 1914ء صفحہ 11 کالم 3)

پس یہ خطاب آپ کا ایسا جلالی تھا کہ کہنے والے کہتے ہیں، بیان کرنے والے بیان کرتے ہیں کہ مختلف جماعتوں سے جو سینکڑوں کی تعداد میں لوگ جمع تھے اور جن پر خلافت کے مخالف اپنا اثر ڈالنے کی کوشش کر رہے تھے انہوں نے انتہائی کرب اور درد سے رونا شروع کر دیا اور مسجد کے فرش پر اس طرح تڑپتے رہے جیسے پانی کے بغیر مچھلی تڑپتی ہے۔ پس یہ ہے جماعت احمدیہ میں خوف کی حالت کو امن میں بدلنے کا پہلا جلوہ جو جماعت کے افراد پر بھی ظاہر ہوا اور خلیفۂ وقت کی ذات میں بھی ایک شان سے نظر آیا۔ بغیر کسی خوف اور خطرے کے حضرت خلیفہ اوّل نے یہ اعلان فرمایا کہ اگر کوئی مرتد ہوتا ہے تو ہو جائے خدا تعالیٰ مجھے اس کے بدلے جماعت عطا کرے گا۔ ایک شخص جب جائے گا تو ایک جماعت ملے گی۔ پس جہاں مخلصین کی اصلاح آپ کے اس اعلان سے ہوئی اور مخلصین کے ایمان کے بڑھنے کا موجب ہوئی، وہاں ان منافقین کا گروہ بھی کچھ وقت کے لئے دب گیا اور جماعت ترقی کی منزلیں طے کرتی چلی گئی۔

پھر آخر كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ کے مطابق 13/ مارچ 1914ء کو آپ اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ اس وقت جماعت میں پھر ایک زلزلے کی سی کیفیت تھی۔ وہ سرکردہ انجمن کے عمائدین جو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی وجہ سے چُپ تھے انہوں نے پھر سر اٹھایا اور کوشش کی کہ خلافت کی بجائے انجمن کو تمام اختیارات دئے جائیں۔ اور انجمن سارے معاملات کی کرتا دھرتا بن جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی وفات کی وجہ سے مخلصین تو غم کی وجہ سے نڈھال تھے۔ نئی قدرت کیلئے دعاؤں میں مشغول تھے لیکن یہ عمائدین جو اپنے آپ کو بڑا علم والا سمجھتے تھے اور پھر ساز باز میں لگے ہوئے تھے۔ ان لوگوں نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ کو بھی قائل کرنے کی کوشش کی لیکن آپؓ نے یہی فرمایا کہ جماعت کا ایک خلیفہ بہر حال ہونا چاہیے۔ انجمن پر انحصار نہیں کیا جاسکتا۔ اور فرمایا کہ یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد نے ان لوگوں کو کہا کہ آپ لوگ جس کے ہاتھ پر بیعت کریں گے میں اور میرا خاندان سچے دل سے اس کی بیعت کریں گے۔ آپ میرے سے خوف زدہ نہ ہوں۔ مجھے کوئی شوق نہیں خلیفہ بننے کا۔ لیکن اپنے زعم میں اپنے آپ کو عقلِ کُل سمجھنے والے ان عالموں فاضلوں کا پرنالہ وہیں رہا کہ نہیں انجمن جو ہے وہی صحیح حق دار ہے۔ آخر جب ان کی یہ ڈھٹائی نہیں گئی تو جماعت کا ایک بڑا حصہ مسجد نور میں جمع ہوا اور چودہ مارچ 1914ء کو خلافت ثانیہ کا انتخاب ہوا اور دو ہزار کے مجمع میں ہر طرف سے حضرت میاں صاحب، حضرت میاں صاحب یعنی حضرت میرزا محمود احمد صاحب کے نام کی آوازیں آنے لگیں اور لوگوں نے ایک دوسرے کے سروں پر سے پھلانگتے ہوئے بیتاب ہو کر حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی کوشش کرنی شروع کر دی۔ اس نظارے کے بیان کرنے والے لکھتے ہیں کہ یوں لگتا تھا کہ فرشتے لوگوں کے دلوں کو پکڑ پکڑ کر اللہ تعالیٰ کے اس انتخاب کی طرف لا رہے ہیں۔ آخر یہ نظارہ دیکھ کر خلافت کے منکرین جو انجمن اور انجمن کے پیسے کے مالک تھے وہاں سے غائب ہو گئے اور یوں اللہ تعالیٰ نے پھر اپنے وعدے کے مطابق خلافت احمدیہ کے ذریعہ جماعت کو تمکنت عطا فرمائی۔ اور ان کے خوف کو امن میں بدلا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اولوالعزم فرزند اور مصلح موعود کے 52 سالہ دور خلافت میں جماعت نے ترقی کے وہ نظارے دیکھے جو اللہ تعالیٰ کی خاص تائید کے بغیر ممکن نہ تھے۔ خزانہ خالی کر کے جانے والے اور یہ دعویٰ کرنے والے کہ قادیان میں اب عیسائیوں کی حکومت ہوگی، آج زندہ ہوں تو دیکھیں کہ قادیان میں عیسائیوں کی تو کیا حکومت ہونی تھی، اولوالعزم موعود بیٹے نے ہزاروں عیسائیوں کو مسیح محمدی کے جھنڈے تلے جمع کر دیا ہے۔

احرار کا فتنہ اٹھا تو جب انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے تو حضرت مصلح موعودؓ نے تحریک جدید کا آغاز کر کے تمام دنیا میں جماعت کے تبلیغی مشنوں کے جال پھیلانے کی بنیاد ڈال دی۔ قرآن کی تفسیر اور دوسرا لٹریچر جو ہمیشہ کے لئے آپ کے علوم ظاہری و باطنی سے پُر ہونے کی پیشگوئی پر گواہ بن گیا وہ دنیا میں پھیل گیا۔

ہجرت کا وقت آیا تو اس اولوالعزم نے جماعت کی ایسی راہنمائی فرمائی کہ کم از کم نقصان کے ساتھ افراد جماعت پاکستان میں آ کر آباد ہوئے۔ تمام تر مشکل حالات کے باوجود قادیان میں اپنے بیٹوں سمیت ایسے قربانی کرنے والے لوگوں کو چھوڑا جنہوں ہر قیمت پر شعائر اللہ کی حفاظت کی۔ پاکستان میں مرکز احمدیت کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے ایک بے آب و گیاہ بستی کو اپنی عظیم راہنمائی اور فراست سے ایک سرسبز شہر بنا دیا جس کے نظارے آج بھی ہم کر رہے ہیں۔ پس وہی نوجوان جو 25 سال کا تھا اور جس کے مقابلے پر بڑے بڑے عالم فاضل اور سر

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

یاد رکھو کہ صرف لفّاظی اور لسّانی کام نہیں آ سکتی جب تک کہ عمل نہ ہو

تم اپنے نفسوں کو ایسے پاک کرو کہ قدسی قوت ان میں سرایت کرے

(ملفوظات، جلد اول، صفحہ 65)

طالب دُعا: قریشی محمد عبد اللہ تیاپوری، سابق امیر ضلع و افراد خاندان و مرحومین، جماعت احمدیہ گلبرگہ (کرناٹک)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

دنیا کی دولت اور سلطنت رشک کا مقام نہیں

مگر رشک کا مقام دعا ہے

(ملفوظات، جلد اول، صفحہ 220)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ اڑول (بہار)

کردہ تھے۔ جب خدا تعالیٰ سے تائید یافتہ ہوا، جب اللہ تعالیٰ کی نظر انتخاب اس پر پڑی، جب اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق قدرت ثانیہ کا مظہر بنا تو ایک کامیاب جرنیل کی طرح میدان پر میدان مارتا چلا گیا اور اپنے ماننے والوں اور مسیح محمدی کے غلاموں کی حالت کو اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت سے خوف کے بعد امن میں بدلتا چلا گیا۔

آخر الٰہی تقدیر کے مطابق جب آپ 1965ء نومبر میں اس دنیا سے رخصت ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر کا جلوہ دکھایا۔ خلافت ثانیہ کا 52 سالہ دور اتنا لمبا عرصہ تھا جس میں کئی نسلوں نے آپ سے فیض پایا۔ اس زمانے میں ایک ذاتی تعلق ہر احمدی کا آپ سے پیدا ہو چکا تھا۔ آپ کی وفات کا صدمہ لگتا تھا کہ جماعت برداشت نہیں کر سکے گی۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کا وعدہ موجود ہو تو پھر فوراً ہی خدا تعالیٰ خوف کو امن میں بدل دیتا ہے۔ چنانچہ یہی نظارہ ہم نے خلافت ثالثہ کے دور میں دیکھا۔ ہر قدم پر جماعتی ترقی، افریقہ میں سکولوں، ہسپتالوں کا قیام، تبلیغی میدان میں آگے بڑھنا۔ پھر 1974ء کے حالات جو پاکستان کی جماعت کیلئے بڑے سخت تھے بلکہ خلیفۂ وقت کی پاکستان میں موجودگی کی وجہ سے تمام دنیا کی جماعتوں کیلئے بڑے پریشان کن تھے۔ لیکن خلافت کی ڈھال کے پیچھے جماعت ان خوفناک حالات سے کامیاب ہو کر نکلی اور ترقی کی راہوں پر گامزن ہوگئی۔

پھر 1982 کا سال آیا جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بھی ہم سے رخصت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر اپنی جماعت کو سہارا دیا اور خلافت رابعہ کا انتخاب عمل میں آیا۔ آپ کے وقت میں جماعتی ترقی کا ایک اور نیا دور شروع ہوا۔ دشمن جماعت کی ترقی کو دیکھ کر حواس باختہ ہوا اور خلافت پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی۔ جماعت کا سر کچلنے کی اپنے زعم میں کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کو پورا کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیاروں کا ساتھ دیتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو معجزانہ طور پر دشمن کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملاتے ہوئے یہاں پہنچا دیا۔ اور دشمن جو خلافت کا سر کچلنا چاہتا تھا اس کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح کچلا کہ اس کے جسم کا ایک ذرہ بھی باقی نہیں بچا۔

اور پھر ایک نیا دور یہاں آکر اسلام کی تبلیغ کا شروع ہوا۔ MTA کا اجراء ہوا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ ایک نئی شان کے ساتھ زمین کے کناروں تک پہنچی۔ ہمارے خدا کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیا گیا وعدہ عظیم الشان طور پر پورا ہوا۔ دشمن تو خلافت پر ہاتھ ڈال کر اسے عضو معطل بنانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کا منصوبہ اسے ایسے ذریعہ سے لوگوں کے گھر تک پہنچانے کا تھا جس کی راہ میں کوئی جغرافیائی روک حائل نہیں ہوسکتی تھی۔ اگر ان جماعتی ترقیات کا میں ذکر کرنے لگوں تو کئی گھنٹے لگنے کے بعد بھی یہ ذکر ختم نہیں ہوسکتا۔ جلسوں کی تقاریر میں یہ ذکر آرہا ہے اور کچھ انشاء اللہ آئندہ بھی آتا رہے گا۔

بہرحال خلافت رابعہ کا سنہری دور جماعت کو نئے نئے راستوں کی نشاندہی کرتا ہوا اپریل 2003ء تک الٰہی منشاء کے مطابق رہا اور جماعت آپ کی وفات پر ایک بار پھر خوف کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوئی۔ کیونکہ یہی ایک مومن کو حکم ہے اور یہی ایک مومن کی شان ہے کہ جب بھی تکلیف میں ہو اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے۔ بہرحال الٰہی وعدوں کے پورے ہونے کا دور تو دائمی ہے۔ اس کی تسلّی ہمیں اللہ تعالیٰ نے کروائی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد خوف کی حالت کو جو امن بخشنا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ فرمایا تھا کہ وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے اور آپ کا یہ فرمانا کہ ’’خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔‘‘

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 305-306)

پس خلافت رابعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے پھر جماعت کے امن کے سامان پیدا فرما دیئے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ وہ قدرت ثانیہ دائمی ہے۔ اس کا نظارہ تمام دنیا نے M.T.A کے ذریعہ سے ایک بار پھر دیکھا۔ اسلام کے ابتدائی دور میں اگر خلافت راشدہ کچھ عرصہ تک محدود ہوئی اور چار خلافتیں تھیں تو وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئی تھی۔ جیسا کہ مَیں نے حدیث بیان کی ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد اسلام کی تاریخ نے ہر میدان میں ایک نیا باب کھولنا تھا۔

سو قدرت ثانیہ کا پانچواں دور بھی اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق ایک نیا باب ہے۔ دشمن پر ایک تازیانہ ہے۔ دشمن کی خوشیوں کو خاک میں ملانے کا ایک ذریعہ ہے۔ آج دشمن کی آنکھ پہلے سے بڑھ کر حسد کی نظر سے جماعت کی ترقیات کو دیکھ رہی ہے۔ کیونکہ یہ خود اس بات کو حسرت سے دیکھتے ہیں کہ تمام تر مخالفتوں کے باوجود جماعت احمدیہ خلافت کے سایہ تلے ترقی کرتی چلی جارہی ہے۔

(فلک شگاف نعروں کی گونج پر حضور نے فرمایا، ربوہ میں زیادہ Delay ہے قادیان کی نسبت، اچھا پھر مجھے انتظار کرنا چاہئے)

چونکہ یہ لوگ، یہ مخالفین خود اس بات کو حسرت سے دیکھتے ہیں کہ تمام تر مخالفتوں کے باوجود جماعت احمدیہ خلافت کے سایہ تلے ترقی کرتی چلی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس اعلان کی وارث بنتی چلی جارہی ہے کہ میں مومنین میں خلافت قائم کروں گا۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو تمکنت عطا کرتا چلا جارہا ہے۔ ہر روز اس کی جڑیں مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی جارہی ہیں۔ ان مومنین کے ہر خوف کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ خلافت کی ڈھال کی وجہ سے اپنے تحفظ میں رکھے ہوئے ہے۔ باوجود دشمنوں کی تمام تر کوششوں کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں اس حبل اللہ کو پکڑنے کی وجہ سے احمدی پہنچا رہا ہے اور بھولی بھٹکی انسانیت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جھنڈے تلے لا رہا ہے تا کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے خدا کو پہچانیں۔

خود یہ مخالفین بھی مانتے ہیں کہ خلافت کے بغیر امت مسلمہ کا اتحاد ناممکن ہے۔ نہ اسلام کی ترقی ممکن ہے۔ نہ یہ اتحاد ممکن ہے۔ لیکن آنکھوں پر پٹّی پڑے ہونے کی وجہ سے جس کو خدا تعالیٰ نے خاتم الخلفاء بنا کر بھیجا ہے اور اسکے بعد جو خلافت جاری فرمائی ہے اسکے انکاری ہیں۔ خلافت کے بارے میں جو انکی حسرتیں ہیں اسکی ایک دو مثالیں میں پیش کر دیتا ہوں۔

ایک مولانا ہیں عبدالرحمن صاحب مہتمم جامعہ اشرفیہ کراچی۔ وہ کہتے ہیں ’’جہاں تک نظام خلافت اسلامیہ علیٰ منہاج النبوۃ کا تعلق ہے اس سے بہتر اور اچھا کوئی نظام نہیں۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے خرید لیا ہے مومنین کا جان مال بدلے جنّت کے۔ لیکن بدقسمتی سے مسلمانوں میں آپس کے تنازعات عروج پر ہیں۔ جہاں تک خلافت کا تعلق ہے تو خلیفہ کس کو مانیں اور اگر مکّہ مکرمہ سے خلیفہ کا انتخاب کیا جائے تو سب سے پہلے تنازعہ بریلوی حضرات کریں گے۔ اور میں نے خلافت کے بارہ میں ساتھیوں سے بھی مشورہ کیا ہے اور یہی معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان میں نظام خلافت ممکن نہیں۔‘‘

(ماہنامہ ضرب حق کراچی، ماہ اپریل 2004ء صفحہ 4، کالم 5 تا 6 بقیہ صفحہ 3 کالم 3)

پھر ایک دانشور ہیں ہمایوں گوہر اپنے مضمون ’’سفر کا آغاز ہوتا ہے‘‘ دسمبر 2005ء میں لکھتے ہیں کہ: ’’آج ہم اپنے آپ کو فرسودہ خیالات، ناقص رسومات اور جہالت کی اتھاہ گہرائیوں میں پاتے ہیں۔ معاشرتی اور سماجی برائیاں ہمیں گھیرے ہوئے ہیں۔ عدم انصاف عروج پر ہے اور ماحولیاتی آلودگی گزرتے دن کے ساتھ ساتھ بڑھ رہی ہے۔ اس لئے ہمیں ایک تازہ ہوا کے جھونکے کی ضرورت ہے جو اُمّہ کی اصلاح کر سکے۔ اس کیلئے بہت زیادہ ہمت و جذبے کی ضرورت ہے۔ جس کیلئے ارادے کی پختگی اور ایمان کی مضبوطی درکار ہے۔ یہ مسلمانوں کے خلافت جیسے ادارے کی وجہ سے ممکن ہے۔‘‘

(نوائے وقت، 19/ دسمبر 2005ء)

پس یہ ہیں ان کی حسرتیں کہ محسوس بھی کرتے ہیں لیکن قائم نہیں کر سکتے۔

خلافت خامسہ کے انتخاب اور بیعت کے نظارے MTA نے تمام دنیا کو دکھائے۔ جن باتوں کا یہ حسرت سے ذکر کر رہے ہیں خلافت خامسہ کے انتخاب کے وقت دنیا نے دیکھا کہ کس طرح جماعت نے ایک ہاتھ پر جمع ہو کر وحدت کا مظاہرہ کیا۔ ان میں سے بعض نے برملا تسلیم بھی کیا کہ خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت تمہارے ساتھ لگتی ہے۔ لیکن اس بات نے ان کو اصلاح کی طرف مائل کرنے کی بجائے حسد میں اور بڑھا دیا۔ آج پاکستان میں ملّاں جماعت کے خلاف اس لئے جلسے کر رہے ہیں کہ جماعت کی اکائی اور ترقی ان کو برداشت نہیں۔ یہ حسرتیں اب ان لوگوں کا مقدر بن چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کی ہوائیں بڑی شدت سے جماعت کے حق میں چل رہی ہیں۔

انشاء اللہ ان لوگوں کی تمام آرزوئیں اور کوششیں ہوا میں بکھر جائیں گی۔

اے دشمنان احمدیت! مَیں تمہیں دوٹوک الفاظ میں کہتا ہوں کہ اگر تم خلافت کے قیام میں نیک نیّت ہو تو آؤ اور مسیح محمدی کی غلامی قبول کرتے ہوئے اس کی خلافت کے جاری و دائمی نظام کا حصہ بن جاؤ۔ ورنہ تم کوششیں کرتے کرتے مر جاؤ گے اور خلافت قائم نہیں کر سکو گے، تمہاری نسلیں بھی اگر تمہاری ڈگر پر چلتی رہیں تو وہ بھی کسی خلافت کو قائم نہیں کر سکیں گی۔ قیامت تک تمہاری نسل در نسل یہ کوشش جاری رکھے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

جب تک عزیز سے عزیز اور پیاری سے پیاری چیزوں کو
خرچ نہ کرو گے اس وقت تک محبوب اور عزیز ہونے کا درجہ نہیں مل سکتا

(ملفوظات، جلد اول، صفحہ 64)

طالبِ دُعا: سید ادریس احمد (جماعت احمدیہ ترپورہ، صوبہ تامل ناڈو)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

’’اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ‘‘

یعنی دعا کرو کہ مَیں قبول کروں گا۔ (تذکرہ، صفحہ 175)

(الہام سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

تب بھی کامیاب نہیں ہو سکے گی۔ خدا کا خوف کرو اور اور خدا سے ٹکّر نہ لو اور اپنی اور اپنی نسلوں کی بقا کے سامان کرنے کی کوشش کرو۔

یہ باتیں جو غیروں کے بارے میں مَیں نے بیان کیں صرف ہمارے لئے ان کی حسرتوں پر خوش ہونے کی وجہ نہیں بننی چاہئیں۔ یا صرف چند ہمدردوں کے دلوں میں ان کیلئے ہمدردی پیدا نہ ہو۔ بلکہ حسد کی جس آگ میں دشمن جل رہا ہے تو یہ نقصان پہنچانے کی کوشش بھی کرتا ہے اور جہاں کمزور احمدیوں کو دیکھتا ہے اُن پر حملے بھی کرتا ہے۔ اس وجہ سے آج خلافت کے ساتھ چمٹے ہوئے احمدیوں کا فرض ہے کہ خلافت کی مضبوطی اور استحکام کی دعاؤں کے ساتھ افراد جماعت ایک دوسرے کیلئے بھی دعائیں کریں تا کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان حاسدوں اور شریروں کے شر اور حسد سے محفوظ رکھے۔

یہ دور جس میں خلافت خامسہ کے ساتھ خلافت کی نئی صدی میں ہم داخل ہو رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت کی ترقی اور فتوحات کا دور ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے ایسے باب کھلے ہیں اور کھل رہے ہیں کہ ہر آنے والا دن جماعت کی فتوحات کے دن قریب دکھا رہا ہے۔ مَیں تو جب اپنا جائزہ لیتا ہوں تو شرمسار ہوتا ہوں۔ مَیں تو ایک عاجز، ناکارہ، نااہل، پُر معصیت انسان ہوں۔ مجھے نہیں پتہ کہ خدا تعالیٰ کی مجھے اس مقام پر فائز کرنے کی کیا حکمت تھی۔ لیکن یہ مَیں علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس دور کو اپنی بے انتہا تائید و نصرت سے نوازتا ہوا ترقی کی شاہراہوں پر بڑھاتا چلا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ اور کوئی نہیں جو اس دَور میں احمدیت کی ترقی کو روک سکے اور نہ ہی آئندہ کبھی یہ ترقی رکنے والی ہے۔ خلفاء کا سلسلہ چلتا رہے گا اور احمدیت کا قدم آگے سے آگے انشاء اللہ تعالیٰ بڑھتا رہے گا۔

گزشتہ پانچ سالوں میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش کا ذکر بھی جلسے کی تقریروں میں ہوتا رہا ہے اور اب بھی انشاء اللہ تعالیٰ ہو گا۔ پس خلافت احمدیہ کے ساتھ جو ترقی وابستہ کی گئی ہے اور جسکا اظہار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ الوصیت میں بھی فرمایا ہے۔ یہ ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے اور ہر وہ شخص جو خلافت سے جُڑا رہے گا، جو اپنے ایمان اور اعمال صالحہ میں ترقی کرے گا اُسے اللہ تعالیٰ ان انعامات کے نظارے کرائے گا جو خلافت کے ساتھ جڑے رہنے سے ہر فرد جماعت پر بھی ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ خلافت احمدیہ کو بھی ایسے افراد عطا فرماتا رہے گا جو اخلاص و وفا میں بڑھتے چلے جانے والے ہوں گے۔ جو قیام و استحکام خلافت کیلئے سر دھڑ کی بازی لگا دینے والے ہوں گے۔ جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ خود خلافت کی محبت سے بھر دے گا اور بھر رہا ہے اور بھرا ہوا ہے۔ اور میں تو ایسے نظارے روزانہ ہر قوم اور ہر ملک میں دیکھ رہا ہوں۔ ابھی افریقہ کے دورے کے نظارے آپ نے دیکھ لئے کہ وہ لوگ کس طرح محبت سے سرشار ہیں۔ میری تو بہت عرصہ پہلے خدا تعالیٰ نے یہ تسلّی کروائی ہوئی ہے کہ اس دور میں وفاداروں کو خدا تعالیٰ خود اپنی جناب سے تیار کرتا رہے گا۔ پس آگے بڑھیں اور اپنے ایمان اور اعمال صالحہ کا محاسبہ کرتے ہوئے آپ میں سے ہر ایک ان بابرکت وجودوں میں شامل ہو جائے جن کو خدا تعالیٰ خلافت کی حفاظت کیلئے خود اپنی جناب سے ننگی تلوار بنا کر کھڑا کرے گا۔

گزشتہ دنوں مجھے ایک دوست نے لکھا کہ جہاں ہمیں اس بات کی خوشی ہے کہ خلافت کے سو سال پورے ہو رہے ہیں وہاں اس بات سے فکر بھی پیدا ہوئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے زمانے سے ہم سو سال دور چلے گئے ہیں اور اس وجہ سے ہم میں کمزوریاں بڑھتی نہ چلی جائیں۔ فکر بڑی جائز ہے لیکن خدا تعالیٰ کے وعدے، آنحضرت ﷺ کی حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے ارشاد کو اگر ہم سامنے رکھیں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرتے ہوئے خلافت کے ساتھ جڑے رہنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے انعامات کے وارث بنتے چلے جائیں گے۔ انشاء اللہ۔

یہ بھی الٰہی توارد ہی سمجھتا ہوں کہ اس خط کے ساتھ ہی امریکہ سے ہمارے ایک مبلغ نے حضرت مصلح موعودؓ کے ایک عہد کی طرف توجہ مبذول کروائی جو آپ نے 1959ء میں خدام کے اجتماع پر خدام سے لیا تھا اور فرمایا تھا کہ یہ ایسا عہد ہے جسے انصار بھی دہرایا کریں اور دہراتے چلے جائیں اور تمام جلسوں پر دہرایا جائے اور اگلی نسلوں کو منتقل کرتے چلے جائیں یہاں تک کہ اسلام اور احمدیت کا غلبہ دنیا کے چپہ چپہ پر ہو جائے۔ مجھے پہلے دوست کے خط کی وجہ سے یہ توجہ تھی اور یہ خط آنے پر مزید توجہ پیدا ہوئی اور مجھے یہ تجویز اچھی لگی کہ خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر تمام دنیا کے احمدی یہ عہد دہرائیں۔

پس آج مَیں معمولی تبدیلی کے ساتھ اس صد سالہ جوبلی کے حوالے سے آپ سے بھی یہ عہد لیتا ہوں تا کہ ہمارے عمل زمانے کی دوری کے باوجود ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم اور اللہ کے حکموں اور اسوہ سے دور لے جانے والے نہ ہوں بلکہ ہر دن ہمیں اللہ تعالیٰ کے وعدے کی قدر کرنے والا بنائے۔ پس اس حوالے سے اب میں عہد لوں گا۔ آپ سے میری درخواست ہے کہ آپ بھی جو یہاں موجود ہیں احباب بھی کھڑے ہو جائیں اور خواتین بھی کھڑی ہو جائیں، دنیا میں موجود لوگ جو جمع ہیں وہ سب بھی کھڑے ہو کر یہ عہد دہرائیں۔

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ۔ آج خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ ﷺ کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کیلئے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدس فریضہ کی تکمیل کیلئے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا اور اسکے رسول ﷺ کیلئے وقف رکھیں گے۔ اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے۔

ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اسکے استحکام کیلئے آخری دم تک جہد و جہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اسکی برکات سے مستفید ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تا کہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔ اے خدا تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْن۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْن۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْن۔

(اسکے بعد حضور نے فرمایا: تشریف رکھیں)

پس اے مسیح محمدی کے غلامو! آپ کے درخت وجود کی سرسبز شاخو! مَیں امید کرتا ہوں کہ اس عہد نے آپ کے اندر ایک نیا جوش اور ایک نیا ولولہ پیدا کیا ہوگا۔ شکرگزاری کے پہلے سے بڑھ کر جذبات ابھرے ہوں گے۔ پس اس جوش اور ولولے اور شکرگزاری کے جذبات کے ساتھ خلافت احمدیہ کی نئ صدی میں داخل ہو جائیں۔ یہ 27/مئی کا دن ہمارے اندر ایک نئی روح پھونک دے، ایک ایسا انقلاب برپا کر دے جو تا قیامت ہماری نسلوں میں یہی انقلاب پیدا کرتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا اس دور میں ہمیں داخل کرنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درخت وجود کی سرسبز شاخیں بننے کی ہم کوشش کرتے ہیں اور کر رہے ہیں۔

آپ علیہ السلام اپنی جماعت کو کس پیار کی نظر سے دیکھتے ہیں، کتنا حسن ظن رکھتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں ”جو کچھ ترقی اور تبدیلی ہماری جماعت میں پائی جاتی ہے یہ زمانے بھر میں کسی دوسرے میں نہیں۔“

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 536، جدید ایڈیشن)

کیا یہ حسن ظن ہم سے تقاضا نہیں کرتا کہ ہم اپنے اندر انقلاب پیدا کرنے کی پہلے سے بڑھ کر کوشش کریں۔ اپنے عہد کو پورا کرنے کیلئے ہر قربانی کیلئے تیار رہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر جو خلافت کی صورت میں اس نے ہم پر کیا اپنی روحانی ترقی کی نئی منزلوں کی نشاندہی کریں۔ اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر اپنے عہد بیعت کو نبھانے کی پہلے سے بڑھ کر کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر، خلافت سے وفا اور اطاعت کے معیار بلند سے بلند تر کرتے چلے جائیں۔ اس احسان کے شکرانے کے طور پر اپنوں اور غیروں میں پیار اور محبت کے نغمے بکھیرتے چلے جائیں۔ یقیناً یہی نیکیاں اور شکرگزاری ہمارا مطمح نظر ہونی چاہئیں۔ یقیناً پیار اور محبت کے سوتے ہمارے دلوں سے پھوٹنے چاہئیں۔ یقیناً عہد وفا کے نئے نئے راستوں کا تعین ہماری زندگی کا مقصد ہونا چاہئے اور جب یہ ہوگا تو ہم اللہ تعالیٰ کے انعام کی قدر کرنے والے ٹھہریں گے۔ جب یہ ہوگا تو ہم دائمی خلافت کے فیض سے فیضیاب ہونے والے بنتے چلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے انعاموں اور فضلوں کی نہ ختم ہونے والی بارشیں ہم پر برسیں گی۔

پس اے میرے پیارو اور میرے پیاروں کے پیارو! اٹھو آج اس انعام کی حفاظت کیلئے نئے عزم اور ہمت سے اپنے عہد کو پورا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کے حضور گرتے ہوئے، اس سے مدد مانگتے ہوئے میدان میں کود پڑو کہ اسی میں تمہاری بقا ہے، اسی میں تمہاری نسلوں کی بقا ہے اور اسی میں انسانیت کی بقا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیق دے کہ ہم اپنے عہد کو پورا کرنے والے ہوں۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْن۔“

(اسکے بعد حضور نے دعا کروائی)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 25/جولائی 2008)

......☆......☆......☆......

Alam Associates
Architect & Engineers
+91 9032667993
alamassociates18@gmail.com
22-7-269/1/2/B, Dewan Devdi, Hyderabad - 500002. (T.S.)

Mobile : 8978952048
lordsshoe.co@gmail.com
NEW Lords SHOE CO.
(WHOLESALE & RETAIL)
DEALERS IN : CHINA, DELHI & JALANDHAR LADIES AND GENTS SLIPPERS
16-10-27/105/82, Malakpet, Hyderabad - 500 036. Telangana.

GRIP HOME
PROPERTY MANAGEMENT
طالب دعا
Mohammed Anwarullah
Managing Partner
+91-9980932695
#4, Delhi Naranappa Street
R.S. Palya, Kammanahalli
Main Road, Bangalore - 560033
E-Mail : anwar@griphome.com
www.griphome.com

مؤذنِ رسولؐ، سَابِقُ الْحَبَشَةِ عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت بلال بن رباحؓ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 11/ستمبر 2020 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت بلال بن رباحؓ کے کیا کوائف بیان فرمائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت بلال کے والد کا نام رباح تھا اور والدہ کا نام حمامہ۔ آپ اُمَیَّہ بن خَلَف کے غلام تھے۔ آپ کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ آپ کی والدہ حبشہ کی تھیں لیکن والد عرب کے ہی تھے۔ حضرت بلالؓ مکہ میں پیدا ہوئے۔ ایک دوسری روایت کے مطابق آپ سُرَاۃ میں پیدا ہوئے جو یمن اور حبشہ کے قریب ہے جہاں مخلوط نسل کثرت سے پائی جاتی ہے۔ حضرت بلالؓ کے ایک بھائی خالد اور ایک بہن غُفَیرَہ تھیں۔

سوال حضرت بلالؓ کی بیویوں کے کیا نام ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آپؓ کی ایک بیوی کا نام ہالہ بنت عوف تھا جو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی ہمشیرہ تھیں۔ ایک زوجہ کا نام ہند خَوْلَانِیَہ تھا۔ بنو ابو بُکَیر کے خاندان میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کا نکاح کروایا۔ حضرت ابودرداءؓ کے خاندان میں بھی حضرت بلالؓ کا رشتہ مصاہرت قائم ہوا تھا۔

سوال اسلام قبول کرنے میں سبقت لے جانے والے اشخاص کے نام کیا ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اسلام لانے میں سبقت لے جانے والے اشخاص چار ہیں۔ أَنَا سَابِقُ الْعَرَبِ۔ یعنی مَیں عربوں میں سے سبقت لے جانے والا ہوں۔ سَلْمَانُ سَابِقُ الْفُرْسِ۔ سلمان اہل فارس میں سے سبقت لے جانے والے ہیں اور بِلَالٌ سَابِقُ الْحَبَشَةِ۔ بلال اہلِ حبشہ میں سے سبقت لے جانے والے ہیں اور صُهَيْبٌ سَابِقُ الرُّوْمِ اور صہیب رومیوں میں سے سبقت لے جانے والے ہیں۔

سوال حضرت بلالؓ کو اسلام قبول کرنے پر کس طرح عذاب دیا جاتا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: امیہ انہیں دوپہر کے وقت گرمی کے موسم میں مکہ سے باہر لے جا کر تپتی ریت پر ننگا کر کے لٹا دیتا تھا اور بڑے بڑے گرم پتھر ان کے سینہ پر رکھ کر کہتا تھا کہ لات اور عُزّیٰ کی الوہیت کو تسلیم کر اور محمدؐ سے علیحدگی کا اظہار کر۔ بلالؓ اس کے جواب میں کہتے اَحَدٌ اَحَدٌ۔ یعنی اللہ ایک ہی ہے۔ بار بار آپؓ کا یہ جواب سن کر امیہ کو اَور غصہ آ جاتا اور وہ آپؓ کے گلے میں رسّہ ڈال کر شریر لڑکوں کے حوالے کر دیتا اور کہتا کہ ان کو مکہ کی گلیوں میں پتھروں کے اوپر گھسیٹتے ہوئے لے جائیں۔ جس کی وجہ سے ان کا بدن خون سے تر بتر ہو جاتا مگر وہ پھر بھی اَحَدٌ اَحَدٌ کہتے چلے جاتے۔

سوال حضرت بلالؓ کو کس نے آزاد کروایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک مرتبہ حضرت ابوبکرؓ ان کے مالکوں کے پاس آئے اور کہا کہ کب تک تم اس شخص کو تکلیف دیتے رہو گے۔ آپ نے حضرت بلالؓ کو سات اوقیہ میں خرید کر آزاد کر دیا۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے حضرت بلالؓ کو خریدا تو وہ پتھروں میں دبے ہوئے تھے۔ لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ اگر آپؓ صرف ایک اوقیہ دینے پر بھی راضی ہوتے تو ہم ایک اوقیہ میں بھی اس کو بیچ دیتے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اگر تم اس کو سو اوقیہ یعنی چار ہزار درہم میں بھی بیچنے کو تیار ہوتے تو مَیں اس کو خرید لیتا۔

سوال حضرت ابوبکرؓ نے کتنے غلاموں کو آزاد کروایا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے سات ایسے غلاموں کو آزاد کروایا جنہیں تکالیف دی جاتی تھیں۔ ان میں حضرت بلالؓ اور حضرت عَامِر بن فُهَيْرَہ رضی اللہ عنہ شامل تھے۔

سوال ابتدائی سات لوگ جنہوں نے اپنے اسلام کا اعلان کیا، کون تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ سب سے پہلے جنہوں نے اسلام کا اعلان فرمایا وہ سات ہیں۔ رسول اللہؐ اور ابوبکرؓ اور عمارؓ اور ان کی والدہ سمیہؓ اور صہیبؓ اور بلالؓ اور مقدادؓ۔

سوال مدینہ ہجرت کے بعد حضرت بلالؓ نے کن کے گھر قیام کیا اور آنحضرتؐ نے ان کی مواخات کس سے کروائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت بلالؓ جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو آپؓ نے حضرت سعد بن خَیْثَمَہؓ کے گھر قیام کیا۔ رسول اللہؐ نے حضرت بلالؓ کی مؤاخات حضرت عُبَیدہ بن حارثؓ سے کروائی جبکہ ایک دوسری روایت کے مطابق آپؐ نے حضرت بلال کی مؤاخات حضرت اَبُورُوَیحَہ خَثْعَمِی سے کروائی۔

سوال مدینہ ہجرت کے بعد جب حضرت بلال اور ابوبکر بیمار ہوئے تو آنحضرتؐ نے کیا دعا کی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: رسول اللہؐ نے دعا کی کہ اے اللہ! مدینہ کو ہمیں ایسا ہی پیارا بنا دے جیسا کہ ہمیں مکّہ پیارا ہے یا اس سے بڑھ کر۔ اے اللہ! ہمارے صاع میں اور ہمارے مُدّ میں برکت دے۔ اور مدینہ کو ہمارے لیے صحت بخش مقام بنا اور اس کے بخار کو جُحْفَہ کی طرف منتقل کر دے۔

سوال حضور انور نے امیہ بن خلف کے قتل کا کیا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جنگ بدر میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اپنے پرانے تعلق کی وجہ سے امیہ کو بچانا چاہتے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ جب لوگ سو چکے تو مَیں ایک پہاڑ کی طرف نکل گیا تا میں اس کی حفاظت کروں۔ حضرت بلالؓ نے اسے دیکھ لیا۔ وہ انصار کی ایک مجلس میں کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ امیہ بن خَلَف ہے اگر یہ بچ نکلا تو میری خیر نہیں۔ اس پر بلالؓ کے ساتھ کچھ لوگ ہمارے تعاقب میں نکلے۔ میں نے اس کے بیٹے کو اس کی خاطر پیچھے چھوڑ دیا کہ وہ اس کے ساتھ لڑائی میں مشغول ہو جائیں اور ہم ذرا آگے نکل جائیں۔ انہوں نے اس بیٹے کو تو لڑائی میں مار دیا۔ اور پھر ہمارا پیچھا شروع کر دیا اور امیہ چونکہ بھاری بھرکم آدمی تھا اس لیے جلدی اِدھر اُدھر نہیں ہو سکتا تھا۔ آخر جب انہوں نے ہمیں پکڑ لیا تو میں نے اسے کہا کہ بیٹھ جاؤ تو وہ بیٹھ گیا اور میں نے اپنے آپ کو اس پر ڈال دیا کہ اسے بچاؤں تو انہوں نے میرے نیچے سے اس کے بدن میں تلواریں گھونپیں یہاں تک کہ اسے مار ڈالا۔

سوال آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی تکالیف کا کن درد بھرے الفاظ میں تذکرہ فرمایا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: رسول اللہؐ نے فرمایا کہ مجھے اللہ کی خاطر اتنی اذیت دی گئی جتنی کسی کو نہیں دی جا سکتی۔ مجھے اللہ کی خاطر اتنا ڈرایا گیا ہے جتنا کسی کو نہیں ڈرایا جا سکتا۔ اور مجھ پر تیسری رات آ جاتی کہ میرے اور بلالؓ کے پاس کوئی ایسا کھانا نہ ہوتا جسے کوئی جاندار کھا سکے مگر اتنا جسے بلال کی بغل چھپا سکتی۔

سوال اسلام میں سب سے پہلا مؤذن ہونے کا شرف کس کو حاصل ہوا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت بلالؓ کو سب سے پہلا مؤذن ہونے کا بھی شرف حاصل ہوا۔ حضرت بلالؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی میں ان کیلئے سفر و حضر میں مؤذن رہے اور آپ اسلام میں پہلے شخص تھے جنہوں نے اذان دی۔

سوال اذان کے الفاظ کے متعلق کن کن اصحاب کو خواب آئی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن زیدؓ کو خواب میں ایک شخص نے اذان کے الفاظ سنائے۔ پھر حضرت عمر بن خَطّابؓ نے یہ الفاظ خواب میں سنے۔

سوال اذان سے قبل مسلمانوں کو نماز کے لیے بلانے کا کیا طریق تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آغاز میں نماز کیلئے اذان کا انتظام نہیں تھا۔ صحابہ عموماً وقت کا اندازہ کر کے خود نماز کیلئے جمع ہو جاتے تھے لیکن یہ صورت کوئی قابل اطمینان نہیں تھی۔ حضرت عمرؓ نے مشورہ دیا کہ کسی آدمی کو مقرر کر دیا جاوے کہ وہ نماز کے وقت یہ اعلان کر دیا کرے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رائے کو پسند فرمایا اور حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ وہ اس فرض کو ادا کیا کریں۔ چنانچہ بلالؓ بلند آواز سے اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ کہہ کر پکارا کرتے تھے اور لوگ جمع ہو جاتے تھے۔

سوال اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے الفاظ کب سے اذان میں شامل ہوئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت بلالؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ نماز فجر کی اطلاع دینے کیلئے نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان سے کہا گیا کہ آپؐ سوئے ہوئے ہیں تو حضرت بلالؓ نے کہا اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔ پھر فجر کی اذان میں ان کلمات کا اضافہ کر دیا گیا اور یہی طریق قائم ہو گیا۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کتنے موذن تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: رسول اللہؐ کے تین مؤذن تھے۔ حضرت بلالؓ، ابومَحْذُورَہؓ، عَمرو بن اُمِّ مَکْتُومؓ۔

سوال خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے کن مرحومین کے اوصاف بیان فرمائے؟

جواب حضور انور نے عزیزم رؤوف بن مقصود جونیئر بلجیم متعلم جامعہ احمدیہ یوکے، مکرم مظفر اقبال قریشی صاحب سابق نائب امیر ضلع اسلام آباد، آنریبل کابینے کاباجا کاٹے صاحب آف سینیگال اور مکرم مبشر لطیف صاحب ایڈووکیٹ کینیڈا کے اوصاف بیان فرمائے۔ حضور انور نے ان کے لیے دعائے مغفرت فرمائی اور نماز جمعہ کے بعد ان کی نماز جنازہ غائب ادا کی۔☆☆

اطاعت کے موضوع پر قرآن وحدیث اور ارشادات حضرت مسیح موعودؑ کی روشنی میں لطیف اور پُر معارف خطبہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 22/اگست 2003 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال نظام کی ترقی کا انحصار کس بات پر ہوتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: نظام کی کامیابی اور ترقی کا انحصار اس نظام سے منسلک لوگوں اور اس نظام کے قواعد وضوابط کی مکمل پابندی کرنے پر ہوتا ہے۔

سوال حضور انور نے ترقی یافتہ ممالک کی ترقی کی کیا وجہ بتائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ترقی یافتہ ممالک میں قانون کی پابندی کی شرح تیسری دنیا یا ترقی پذیر ممالک سے بہت زیادہ ہے اور ان ممالک کی ترقی کی ایک بہت بڑی وجہ یہی ہے کہ چاہے بڑا آدمی ہو یا افسر ہو اگر ایک دفعہ اس کی غلطی باہر نکل گئی تو پھر اتنا شور پڑتا ہے کہ اس کو اس غلطی کے نتائج بہر حال بھگتنے پڑتے ہیں اور اپنی اس غلطی کی جو بھی سزا ہے اس کو برداشت کرنی پڑتی ہے۔

سوال حضور انور نے کس بات کو غریب ممالک کی ترقی میں رکاوٹ بتایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: غریب ممالک میں آپ دیکھیں گے کہ اگر کوئی غلط بات ہے تو اس پر اس حد تک پردہ ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ احساس ندامت اور شرمندگی بھی ختم ہو جاتا ہے اور نتیجۃً ایسی باتیں ہی پھر ملکی ترقی میں روک بنتی ہیں۔

سوال حضور انور نے روحانی نظام کی پابندی کی کیا اہمیت بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یاد رکھیں کہ روحانی نظام چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے رسولوں کے ذریعہ اس دنیا میں قائم ہوتے ہیں اس لئے بہر حال انہی اصولوں کے مطابق چلنا ہوگا جو خدا تعالیٰ نے ہمیں بتائے ہیں اور نبی کے ذریعہ، انبیاء کے ذریعہ پہنچے اور اسلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ یہ نظام ہم تک پہنچا۔

سوال جماعت احمدیہ پر اللہ تعالیٰ نے کیا احسان فرمایا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے احمدیوں پر کہ نہ صرف ہادیٔ کاملؐ کی امت میں شامل ہونے کی توفیق ملی بلکہ اس زمانے میں مسیح موعود اور مہدی کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق بھی اس نے عطا فرمائی جس میں نظام خلافت قائم ہے، ایک مضبوط کڑا آپ کے ہاتھ میں ہے جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔

سوال حضور انور افراد جماعت کو نظام خلافت سے چمٹے رہنے کے متعلق کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یاد رکھیں کہ یہ کڑا تو ٹوٹنے والا نہیں لیکن اگر آپ نے اپنے ہاتھ ذرا ڈھیلے کئے تو آپ کے ٹوٹنے کے امکان پیدا ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور نظام جماعت سے ہمیشہ چمٹے رہو۔ کیونکہ اب اس کے بغیر آپ کی بقا نہیں۔

سوال حضور انور نے شیطانی وساوس سے بچنے کے متعلق کون سی آیت کریمہ پیش کی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یاد رکھیں شیطان راستہ میں بیٹھا ہے۔ ہمیشہ آپ کو ورغلاتا رہے گا لیکن اس آیت کو ہمیشہ مدنظر رکھیں۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي

السِّلۡمِ کَآفَّۃً وَلَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ اِنَّہٗ لَکُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ یعنی اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم سب کے سب اطاعت میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کے پیچھے نہ چلو۔ یقیناً وہ تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ نے اس آیت کریمہ کے کیا معنے بیان فرمائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ: اے مسلمانو! تم اطاعت اور فرمانبرداری کی ساری راہیں اختیار کرو اور کوئی بھی حکم ترک نہ کرو۔ تمہارا کوئی فرد بھی ایسا نہیں ہونا چاہئے جو اطاعت اور فرمانبرداری کے مقام پر کھڑا نہ ہو۔ تم پورے کا پورا اسلام قبول کرو۔ یعنی اس کا کوئی حکم ایسا نہ ہو جس پر تمہارا عمل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ انسان اپنی تمام خواہشوں کو خدا تعالیٰ کے لئے قربان کر دے اور ایسا نہ کرے کہ جو اپنی مرضی ہو وہ تو کرے اور جو نہ ہو وہ نہ کرے۔

سوال جو لوگ نظام جماعت کی اجازت کے بغیر اپنے فیصلوں کے لیے ملکی عدالتوں میں جاتے ہیں انہیں حضور انور نے کیا تنبیہ فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب ایک دفعہ نظام جماعت چھوڑ کر آپ اپنے فیصلوں کے لئے ملکی عدالتوں میں چلے گئے اور بغیر اجازت نظام جماعت کے چلے گئے یا نظام پر دباؤ ڈالا کہ ہم نے جماعت کے اندر فیصلہ نہیں کروانا ہمیں بہر حال اجازت دی جائے کہ ہم ملکی قانون کے مطابق فیصلہ کروائیں۔ پھر ایسے لوگوں کا کبھی بھی جب کوئی معاملہ ہو تو نظام جماعت نہیں سنے گا۔ پھر وہ کبھی اپنے معاملے جماعت کے پاس نہ لائیں۔

سوال نظام سے جدا ہونے والوں کو آنحضورؐ نے کیا تنبیہ فرمائی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: رسول اللہؐ نے فرمایا: جو شخص اپنے حاکم سے ناپسندیدہ بات دیکھے وہ صبر کرے۔ کیونکہ جو نظام سے بالشت بھر جدا ہوا اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ میری اُمت کو ضلالت اور گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد جماعت کے ساتھ ہوا کرتی ہے۔ جو شخص جماعت سے الگ ہوا وہ گویا آگ میں پھینکا گیا۔

سوال حضور انور نے صبر کے کیا معنی بیان فرمائے اور اس کے متعلق افراد جماعت کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ہمیشہ یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ جو بھی صورت حال ہو ہمیشہ صبر کرنا ہے۔ صبر ہمیشہ حق تلفی کے احساس پر ہی انسان کو ہوتا ہے۔ اکثر جس کے خلاف فیصلہ ہو اس کو یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ فیصلہ غلط ہوا ہے اور میرا حق بنتا تھا۔ تو یہ خیال دل سے نکال دیں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ نیچے سے اوپر تک سارا نظام غلط فیصلے کرتا چلا جائے اور یہ بدظنی پھر خلیفۂ وقت تک پہنچ جاتی ہے۔

سوال حضور انور نے ہر احمدی کو اللہ تعالیٰ کے کس فرمان کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھنے کی نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ہر احمدی کے سامنے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان رہے کہ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ ۚ فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ فَرُدُّوۡہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوۡلِ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ ذٰلِکَ خَیۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِیۡلًا۔ اس کا ترجمہ ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی بھی۔ اور اگر تم کسی معاملہ میں (اُولُوالامر سے) اختلاف کرو تو ایسے معاملے اللہ اور رسول کی طرف لَوٹا دیا کرو اگر تم اللہ پر اور یومِ آخر پر ایمان لانے والے ہو۔ یہ بہت بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کو اطاعت کے متعلق کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور علیہ السلام نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول اور ملوک کی اطاعت اختیار کرو۔ اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آجاتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو۔ تم جو مسیح موعود کی جماعت کہلا کر صحابہ کی جماعت سے ملنے کی آرزو رکھتے ہو اپنے اندر صحابہ کا رنگ پیدا کرو۔ اطاعت ہو تو ویسی ہو۔ ہر رنگ میں، ہر صورت میں تم وہی شکل اختیار کرو جو صحابہ کی تھی۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ بن یمانؓ کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت حذیفہ بن یمان سے فرمایا: میرے بعد وہ لوگ حاکم ہوں گے جو میری راہ پر نہ چلیں گے۔ میری سنت پر عمل نہیں کریں گے اور ان میں ایسے لوگ ہوں گے جن کے دل شیطان کے سے اور بدن آدمیوں کے سے ہوں گے۔ مَیں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس وقت مَیں کیا کروں۔ فرمایا: اگر تو ایسے زمانہ میں ہو تو حاکم کی بات کو سن اور مان خواہ وہ تیری پیٹھ پھوڑے اور تیرا مال لے لے۔ پس تُو اس کی بات سنے جا اور اس کا حکم مانتا رہ۔

سوال حضور انور نے اطاعت کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کیا ارشادات پیش فرمائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضورؐ نے فرمایا: سنو اور اطاعت کرو۔ خواہ تم پر ایسا حبشی غلام حاکم بنا دیا جائے جس کا سر منقہ کی طرح ہو۔ آپؐ نے فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اپنا ہاتھ کھینچا وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ نہ اس کے پاس کوئی دلیل ہوگی نہ عذر۔ اور جو شخص اس حال میں مرا کہ اس نے امام وقت کی بیعت نہیں کی تھی تو وہ جاہلیت اور گمراہی کی موت مرا۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کن حالات میں اطاعت نہ کرنے کا حکم دیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرتؐ نے فرمایا: سننا اور اطاعت کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ خواہ وہ امر اس کو پسند ہو یا ناپسند۔ یہاں تک کہ اسے معصیت کا حکم دیا جائے۔ اور اگر معصیت کا حکم دیا جائے تو پھر اطاعت اور فرمانبرداری نہ کی جائے۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ نے امارت اور خلافت کی اطاعت میں اس قدر تاکید کی کیا وجہ بیان فرمائی؟

جواب حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: یہ جو امارت اور خلافت کی اطاعت کرنے پر اس قدر زور دیا گیا ہے اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ امیر یا خلیفہ کا ہر ایک معاملہ میں فیصلہ صحیح ہوتا ہے۔ کئی دفعہ کسی معاملہ میں وہ غلطی کر جاتے ہیں مگر باوجود اس کے ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کا اس لئے حکم دیا گیا ہے کہ اس کے بغیر انتظام قائم نہیں رہ سکتا۔ انتظام کے قیام اور درستی کے لئے بھی ضروری ہے کہ اپنی رائے پر زور نہ دیا جائے۔ جہاں تک ہو سکے سیکرٹری یا امیر کو اپنا ہم خیال بنانے کی کوشش کرنی چاہئے اور اسے سمجھانا چاہئے لیکن اگر وہ اپنی رائے پر قائم رہے تو دوسروں کو اپنی رائے چھوڑ دینی چاہئے۔ کیونکہ رائے کا چھوڑ دینا فتنہ پیدا کرنے کے مقابلہ میں بہت ضروری ہے۔

☆......☆......☆

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

کو بشہادت الہام خود موضوع قرار دے وہ محدَّث نہیں ہے۔ شیطان کی طرف سے مخاطب ہے واقعی محدَّث و ملہم وہی شخص ہے جسکے تحدیث والہام قدیم قرآن مجید و احادیث صحیحہ کے مخالف نہ ہو اور جو شخص محدَّث یا ملہم ہونے کا دعویٰ کرے اور اسکے ساتھ یہ کہے کہ مجھے فرشتوں نے کہا ہے یا خدا نے الہام کیا یا رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ صحیحین کی حدیثیں موضوع ہیں میں اسکو شیطان کا مخاطب اور اس کی طرف سے مُحدَّث بلکہ شیطان مجسم سمجھتا ہوں ایسا جعلی مُحدَّث بعینہٖ ویسا ہے جو مُحدَّث بن کر کہے کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ قرآن مجید خدا کا کلام نہیں ہے جسکو امید ہے کہ آپ بھی مُحدَّث تسلیم نہ کریں گے۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت کے مسلمان جو بخاری کو مانتے ہیں آپکے دعویٰ محدثیت کو قبول نہیں کرتے کیا وہ اس انکار سے اس حدیث بخاری کے منکر ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں۔" (ایضاً صفحہ 78)

اس پر سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا کہ :

''بیشک آپ نے ایسے ملہم کو جو کسی صحیح حدیث کو اپنے کشف کے رُو سے موضوع جانتا ہو یا موضوع کو صحیح قرار دیتا ہو اپنی کتاب اِشَاعَۃُ السُّنَّہ میں مخاطب الشّیطان نہیں ٹھہرایا۔ یہ آپ کا سراسر افترا اور مشت بعد از جنگ ہے کہ اب آپ اپنی تحریر میں یہ لکھتے ہیں کہ میرے نزدیک ایسا مُحدَّث شیطان کی طرف سے مخاطب ہے اور جو شخص کسی صحیح حدیث کو جو صحیحین میں سے ہو موضوع کہے نہ صرف وہ شیطان کا مخاطب بلکہ شیطان مجسم ہے آپ نے اِشَاعَۃُ السُّنَّہ میں ان بزرگوں کا نام جنہوں نے ایسے مکاشفات یا ایسا عقیدہ اپنا بیان کیا تھا شیطان مجسم ہرگز نام نہیں رکھا بلکہ مدح کی محل اور مورد میں انکا ذکر لائے ہیں مثلاً آپ نے جو میری تائید کے لئے ابن عربی کا قول لکھا اور فتوحات میں سے یہ نقل کیا کہ بعض حدیثیں کشفی طور پر موضوع ظاہر کی جاتی ہیں سچ کہو کہ آپ کی اس وقت کیا نیت تھی کیا یہ نیت تھی کہ نعوذ باللہ ابن عربی کافر اور شیطان مجسم ہے؟ کیا اکابر کا لفظ جو اس محل میں ہے یہی دلالت کر رہا ہے کہ وہ لوگ اکابر کفر تھے؟ آپ ایک خط میں محی الدین عربی کو رئیس المتصوفین اور اولیاء اللہ میں داخل کر چکے ہیں...... اگر وہ بزرگ آپ کے آزاد دل کی نسبت نعوذ باللہ شیطان مجسم تھا تو کیا آپ نے اپنے خط میں جو اپنے مرشد کی طرف لکھا تھا ایک شیطان کا حوالہ دینا تھا! ماسوا اس کے آپ کا وہ پرچہ اشاعۃ السنۃ موجود ہے مَیں اپنے پر سَو روپیہ تاوان قبول کرتا ہوں اگر منصفین اس پرچہ کو پڑھ کر یہ رائے ظاہر کریں کہ آپ نے ان اولیاء کو جنہوں نے ایسا رائے ظاہر کیا تھا کافر اور شیطان ٹھہرایا تھا اور ان کے ملہمات کو شیطانی مخاطبات میں داخل کیا تھا تو میں سَو روپیہ داخل کر دُونگا۔ آپ اپنے شائع کردہ ریویو کے منشاء سے بھاگنا چاہتے ہیں اور ایک پرانی قوم کی عادت پر تحریفوں پر زور مار رہے ہیں۔'' (ایضاً صفحہ 122-123)

مباحثہ لدھیانہ میں مولوی محمد حسین بٹالوی کی شکست و پسپائی اور ذلت و رسوائی پر حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ کا ایک دلچسپ تبصرہ پیش کر کے ہم اپنی بات ختم کرتے ہیں۔ آپؓ فرماتے ہیں :

" آخر مباحثہ شروع ہوا، 12 روز تک اس کارروائی نے طول پکڑا مگر افسوس نتیجہ پر لدھیانہ کے لوگ بھی پورے معنوں میں اپنے بھائیوں اہل لاہور کی قسمت کے شریک رہے۔☆ مولوی صاحب نے اب بھی وہی اصول موضوعہ پیش کر دیئے۔ حالانکہ نہایت ضروری تھا کہ وہ بہت جلد اس فتنہ کا دروازہ بند کرتے جو ان کے زعم کے موافق اسلام و مسلمانان کے حق میں شدید مضر ثابت ہو رہا تھا یعنی اگر راستی و حقانیت پر اپنی انہیں پوری بصیرت اور وثوق کامل تھا تو وہی سب سے پہلے ہر طرف سے ہٹ کر اور لایعنی امور سے منہ موڑ کر حضرت مرزا صاحب کے اصل بنائے دعویٰ یعنی وفات مسیح کی نسبت گفتگو شروع کرتے۔ یہ تو کمزور اور بے سامان کا کام ہوتا ہے کہ وہ اپنے بچاؤ کے لئے اِدھر اُدھر پنجے مارتا اور ہاتھ اڑاتا ہے۔ ان پر واجب تھا کہ فوراً قرآن کریم سے کوئی ایسی آیت پیش کرتے جو حضرت مسیح کی حیات پر دلیل ہوتی۔ یا ان آیات کے معانی پر جرح کرتے اور ان دلائل کو قرآن سے یا حدیث صریح صحیح سے توڑ کر دکھلاتے جو حضرت مرزا صاحب نے مسیح کی موت پر لکھی ہیں۔ مگر اس دلی شعور نے کہ وہ واقعی بے سلاح ہیں انہیں اس طرف مائل کیا کہ وہ جوں توں کر کے اپنے منہ کے آگے سے اس موت کے پیالہ کو ٹال دیں وہ نہ ٹلا۔ اور آخر مولوی صاحب پر ذلت کی موت وارد ہوئی!

فَاعۡتَبِرُوۡا یٰۤاُولِی الۡاَبۡصَارِ۔ اب امید ہے کہ وہ حسب قاعدہ کلیہ اس دنیا میں پھر نہ اٹھیں گے۔ چنانچہ لاہوری برگزیدہ جماعت نے بھی انہیں مردہ یقین کر کے اس درخواست میں اور اور بظاہر زندہ مولویوں کو مخاطب کیا ہے اور ان پر فاتحہ پڑھ دی ہے۔ ہم بھی انہیں روح میں مردہ سمجھتے اور ان کی موت پر تاسف کرتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔" (الحق مباحثہ لدھیانہ رُوحانی خزائن جلد 4 صفحہ 6،7)

آئندہ انشاء اللہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اَور انعامی چیلنج قارئین کی خدمت میں پیش کرینگے۔

(منصور احمد مسرور)

☆ اہل لاہور نے حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کو بڑے اصرار اور الحاح کے ساتھ لاہور بلایا جبکہ آپؓ لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے، تاکہ وفات و حیاتِ مسیح کے متعلق آپ کے منہ سے سن کر تسلی پاسکیں کہ اصل حقیقت کیا ہے؟ جب آپؓ اُن کی درخواست پر لاہور پہنچے تو اُنہیں خیال آیا کہ اگر مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب بھی حاضر ہو جائیں تو دونوں کی بالمقابل گفتگو سے وہ بہتر نتیجہ تک پہنچ سکیں گے لیکن ہوا یہ کہ مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے ادھر اُدھر کی لایعنی بحث میں وقت برباد کر دیا اور اصل موضوع کی طرف نہیں آئے جس سے اہل لاہور کو بہت تکلیف ہوئی۔

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر 10165: مَیں نسیم احمد ولد مکرم اے.پی.ابوٹی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 54 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: ابودھابی (یو.اے.ای) مستقل پتا: انل نواس ضلع کرونا گاپلی صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 31/مارچ 2017 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ رہائشی مکان 1500sqft (پانچواں حصہ) بمقام مولا گیری بئے پورے (کالیکٹ، کیرالہ)، رہائشی مکان 700sqft (دوسرا حصہ) میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 6000 AED ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: آصف اقبال — العبد: نسیم احمد — گواہ: محمد شکیل یاسین

مسل نمبر 10166: مَیں نبیل ہاشم ولد مکرم ایس.وی.محمد ہاشم صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 35 سال تاریخ بیعت 2016، موجودہ پتا: ابودھابی (یو.اے.ای) مستقل پتا کنور صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 30/مارچ 2018 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار AED14000/- ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شاہین بی — العبد: نبیل ہاشم — گواہ: نوشاد.ٹی.اے.ایچ

مسل نمبر 10167: مَیں جسینہ.ای.کے زوجہ مکرم نبیل ہاشم صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 32 سال تاریخ بیعت 2016، موجودہ پتا: ابی دھابی (یو.اے.ای) مستقل پتا کنور صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 30/مارچ 2018 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 7 نیکلیس 176 گرام، 10 کڑے 112 گرام، 1 برسلیٹ 8 گرام، 4 انگوٹھیاں 8 گرام، 4 بالیاں 12 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) حق مہر -/1,00,000 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار AED500/- ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شاہین بی — الامۃ: جسینہ.کے — گواہ: نوشاد.ٹی.ایچ

مسل نمبر 10168: مَیں سمیرا تھوپالی کاڈان زوجہ مکرم شاہین چیروکاٹ صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 27 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: ابودھابی (یو.اے.ای) مستقل پتا: کرولائی (صوبہ کیرالہ) بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12/جنوری 2018 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 1 جوڑی کڑا، 1 چین نیکلیس، 1 سیٹ بالی، 3 انگوٹھیاں (کل وزن 54 گرام 22 کیریٹ) حق مہر -/1,00,000 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار AED 500/- ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ستار احمد ڈی.ایم — الامۃ: سمیرا تھوپالی کاڈان — گواہ: شاسیل احمد

مسل نمبر 10169: مَیں شازیہ خلعت بنت مکرم داؤد احمد ننگلی صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ ناصر آباد ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1/ستمبر 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: بشیر الدین — الامۃ: شازیہ خلعت — گواہ: شیراز احمد

مسل نمبر 10170: مَیں عافیہ داؤد بنت مکرم داؤد احمد ننگلی صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 21 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ ناصر آباد ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1/ستمبر 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: بشیر الدین — الامۃ: عافیہ داؤد — گواہ: شیراز احمد

اُذْكُرُوْا مَوْتَاكُمْ بِالْخَيْرِ

میری ماں۔ محترمہ بشریٰ جاوید صاحبہ مرحومہ کا ذکر خیر

(اعجاز احمد خان، جماعت احمدیہ حیدر آباد)

ہر انسان کیلئے موت لازمی ہے اور اپنے پیاروں کا اس دُنیا سے گزر جانا انسان کو دُکھ میں مبتلا کر دیتا ہے اور اپنے پیاروں میں سے سب سے قیمتی وجود ماں کا ہوتا ہے اور ماں بھی ایسی جس نے اپنے بچوں کو ماں اور باپ دونوں کا پیار دیا ہو۔ میری ماں محترمہ بشریٰ جاوید صاحبہ مرحومہ ایسی ہی ماں تھیں۔ میرے والد مکرم لطیف احمد جاوید خاں صاحب مرحوم عادل آباد کے رہنے والے تھے جن کا 29 سال پہلے 1991ء میں انتقال ہو گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ والد صاحب مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔ اُس وقت سے لیکر تا وقت وفات اکیلے ہی بڑی مشقت سے چھ بچوں (ایک بیٹا خاکسار اور پانچ بیٹیوں) کو نہ صرف پالا بلکہ دینی اور دنیاوی علوم سے مالا مال بھی کیا اور آج ہم بھائی بہن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر لحاظ سے خوش ہیں۔ یہ والدہ صاحبہ مرحومہ کی توجہ اور تربیت کا ہی نتیجہ ہے کہ ہم سب کو اللہ تعالیٰ نے خلافت احمدیہ سے وابستگی کے ساتھ زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائی۔

والدہ صاحبہ کی صحت اچھی تھی، اچانک بخار آیا اور ہسپتال میں داخل کیا گیا اور 9/جولائی 2020 کو اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ والدہ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

جب سے ہم نے ہوش سنبھالا والدہ صاحبہ کو ہمیشہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے دیکھا اور نمازوں کی پابند پایا اور نہ صرف خود بلکہ بچوں کو بھی ان باتوں کا پابند بنایا۔ آپ تہجد گزار تھیں، غریب بچوں کی مدد کیا کرتی تھیں۔ خلافت کی ہر بات پر لبیک کہنے والی اور اطاعت گزار تھیں۔ جماعتی عہدیداران کی بھی دل سے اطاعت کرتی تھیں۔ جو بھی جماعتی خدمت والدہ صاحبہ کے سپرد ہوتی پوری لگن اور محنت کے ساتھ وہ کام پورا کرتی تھیں۔ اگر کوئی مستحق نظر آجاتا تو اسکی مدد بھی کرتی تھیں۔ بہت ہی اچھے اخلاق اور نرم زبان کی مالک تھیں۔ دینی علم بھی رکھتی تھیں۔ قرآن کریم کا لفظی ترجمہ بھی یاد تھا۔ کبھی کبھی گھر میں اچھا کھانا بناتیں اور ہمیں کہتیں کہ پیکٹ بنا کر غرباء میں تقسیم کرو۔ قریبی رشتہ داروں کا بڑا خیال رکھتی تھیں۔ جماعتی عہدہ پر بھی فائز رہیں اور حیدر آباد کی مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ کی ممبر بھی رہیں۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا، غیر مسلموں میں اسکول کالجز وغیرہ میں عورتوں کو احمدیت کا پیغام پہنچاتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور والدہ صاحبہ کے درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

شعبہ نور الاسلام کے تحت
اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کرسکتے ہیں
ٹول فری نمبر : 1800 103 2131
اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination for royal weddings & celebrations.
2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان — Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 69 Thursday 29 - October - 2020 Issue. 44

MANAGER
NAWAB AHMAD
Mobile : +91 94170 20616
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.700/- (Per Issue : Rs.11/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 23؍ اکتوبر 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج جن صحابی کا میں ذکر کروں گا ان کا نام ہے حضرت معاذ بن جبل۔ آپ کا نام معاذ تھا آپ کے والد کا نام جبل بن عمرو تھا۔ حضرت معاذ بن جبل انتہائی سفید خوبصورت چہرے والے چمکدار دانتوں والے سُرمگیں آنکھوں والے تھے۔ آپ اپنی قوم کے نوجوانوں میں سے زیادہ خوبصورت نوجوان اور زیادہ سخی تھے۔ ابونعیم بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل انصار کے نوجوانوں میں سے بردباری حیا اور سخاوت میں بہتر تھے۔ حضرت معاذ بن جبل بیعت عقبہ ثانیہ میں ستر انصار کے ہمراہ شریک ہوئے اور قبول اسلام کے وقت آپکی عمر اٹھارہ سال تھی۔ حضرت معاذ بن جبل غزوہ بدر غزوہ احد غزوہ خندق اور بعد کے تمام غزوات میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے۔ آپ غزوہ بدر میں اس وقت شامل ہوئے جب آپکی عمر بیس یا اکیس سال تھی۔ اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت معاذ بن جبل نے بنو سلمی کے نوجوانوں کے ساتھ مل کر بنوسلمیٰ کے بت توڑے تھے۔

حضرت معاذ بن جبل کی آنحضرت ﷺ سے محبت و اخلاص کا اس بات سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ غزوہ احد کے بعد جب نبی کریم ﷺ مدینہ واپس تشریف لائے تو گریہ وزاری کی آواز گلیوں سے آرہی تھی۔ آپ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ انصار کی خواتین ہیں جو اپنے شہداء پر رو رہی ہیں آپ نے فرمایا حمزہ کیلئے کوئی رونے والا نہیں ہے؟ جب حضرت سعد بن معاذ اور حضرت سعد بن عبادۃ اور حضرت معاذ بن جبل اور حضرت عبداللہ بن رواحہ نے یہ سنا تو وہ اپنے اپنے محلوں میں گئے اور مدینہ کی رونے والیوں اور نوحہ کرنے والیوں کو اکٹھا کر کے لائے انہوں نے کہا اب کوئی انصار کے شہداء پر نہیں روئے گا جب تک کہ نبی ﷺ کے چچا پر نہ رو لو کیونکہ آپ نے فرمایا کہ کیا مدینہ میں حمزہ کیلئے رونے والا کوئی نہیں؟ یہ عشق تھا آنحضرت ﷺ سے۔ حضور انور نے فرمایا: یہ جذبات کا ایک اظہار تھا ورنہ نوحہ کرنا اسلام میں منع ہے خود آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ حنین کی طرف تشریف لے گئے تو آپؐ نے حضرت معاذ بن جبل کو مکہ میں پیچھے چھوڑا تاکہ وہ اہل مکہ کو دین سکھائیں اور انہیں قرآن پڑھائیں۔ حضرت معاذ بن جبل نے غزوہ تبوک میں بھرپور طریقے سے حصہ لیا۔ نبی کریم ﷺ نے جب حضرت کعب بن مالک کے بارے میں پوچھا جو اس وقت مدینہ میں ہی رہ گئے تھے تو بنوسلمیٰ کے ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کے سامنے حضرت کعب بن مالک کی برائی کی تو حضرت معاذ بن جبل نے اس شخص کو ڈانٹا اور کہا یا رسول اللہ ہم نے تو ان میں بھلائی ہی دیکھی ہے۔ یہ تھے اعلیٰ اخلاق کہ پیچھے کسی کی برائی نہیں کرنی۔

قتادہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چار آدمیوں نے قرآن جمع کیا وہ سب انصار میں سے ہیں۔ حضرت معاذ بن جبل حضرت ابی بن کعب حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابوزید۔ حضرت ابوزید حضرت انس کے چچا تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ چار شخصوں سے قرآن سیکھو ابن مسعود اور ابوحذیفہ کے غلام سالم اور ابی بن کعب اور معاذ بن جبل سے۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں سب سے زیادہ حلال وحرام کو جاننے والے معاذ بن جبل ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ایک روز حضرت معاذ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ اے معاذ میں یقیناً تم سے محبت کرتا ہوں حضرت معاذ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اے معاذ میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد یہ ذکر کرنا **اَللّٰهُمَّ اَعِنِّي عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ** کہ اے میرے اللہ میری مدد فرما اپنے ذکر کیلئے اور اپنے شکر کیلئے اور اپنی عبادت کی خوبصورتی کیلئے۔ حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے کے بارے میں نہ بتاؤں تو حضرت معاذ نے عرض کیا کیوں نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ **لاحول ولا قوة الا بالله** پڑھ لیا کرو۔ حضرت معاذ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے افضل ایمان کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا افضل ایمان یہ ہے کہ تم اللہ کیلئے محبت کرو اور اللہ ہی کیلئے تم نفرت کرو اور تم اپنی زبان کو اللہ کے ذکر میں لگائے رکھو۔ حضرت معاذ نے عرض کیا یا رسول اللہ اور کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اور تم لوگوں کیلئے وہی پسند کرو جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو اور ان کیلئے اس چیز کو ناپسند کرو جو تم اپنے لئے ناپسند کرتے ہو۔

حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضرت معاذ نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے پھر آ کر اپنے محلہ میں لوگوں کی امامت کرتے تھے۔ ایک رات انہوں نے نبی ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز ادا کی پھر اپنے لوگوں کے پاس آکر ان کی امامت کی تو اس میں سورۃ بقرہ شروع کر دی۔ اس پر ایک آدمی الگ ہو گیا اور اکیلے نماز پڑھی اور چلا گیا اس پر لوگوں نے اسے کہا کہ اے فلاں کیا تو منافق ہو گیا ہے اس پر اس نے جواب دیا نہیں خدا کی قسم میں منافق نہیں ہوں اور میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جاؤں گا اور ضرور یہ آپکو بتاؤں گا چنانچہ وہ شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور ساری بات بتائی۔ رسول اللہ ﷺ حضرت معاذ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے معاذ کیا تم آزمائش میں ڈالنے والے ہو۔ لوگوں کو کیوں مشکل میں ڈالتے ہو؟ آپؐ نے انہیں **والشمس وضحاها** اور **والضحى۔ والليل اذا يغشى** اور **سبح اسم ربك الاعلى**، جیسی چھوٹی صورتیں پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔

حضرت معاذ بن جبل کہتے ہیں کہ میں سواری پر نبی کریم ﷺ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا آپ نے فرمایا اے معاذ بن جبل میں نے کہا میں حاضر ہوں یا رسول اللہ اور یہ میری سعادت ہے پھر آپ تھوڑی دیر چلے اور فرمایا اے معاذ بن جبل میں نے پھر عرض کیا لبیک یا رسول اللہ میری سعادت ہے پھر آپ تھوڑی دیر چلے اور فرمایا اے معاذ بن جبل میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ میری سعادت ہے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں فرمایا اللہ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں۔ اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں پھر آپ کچھ دیر چلے اور فرمایا اے معاذ بن جبل میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ میری سعادت ہے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے تو میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا بندوں کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ دے۔

حضرت معاذ بن جبل بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور مجھے آگ سے دُور کر دے اس پر آپ ﷺ نے فرمایا تم نے تو ایک بڑی بات پوچھی ہے یہ بات اس کیلئے آسان ہے جس پر اللہ تعالیٰ آسان کر دے پھر فرمایا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ نماز قائم کرو زکوۃ دو رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو۔ پھر فرمایا کیا میں خیر کے دروازوں کے متعلق نہ بتاؤں۔ فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے اور صدقہ گناہوں کو ایسے بجھاتا ہے جیسے پانی آگ کو اور رات کے درمیان آدمی کا نماز پڑھنا یعنی تہجد پڑھنا۔ پھر فرمایا کیا میں تم کو اس کا ستون اور اس کی بلندی کا اوپری حصہ نہ بتاؤں۔ فرمایا وہ جہاد ہے۔ پھر فرمایا کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتاؤں جس پر اس سب کا مدار ہے میں نے عرض کیا ضرور یا رسول اللہ اس پر آپ ﷺ نے اپنی زبان کو پکڑا اور فرمایا کہ اس کو روک رکھو۔ میں نے عرض کیا اے نبی اللہ ﷺ کیا ہمارا مؤاخذہ اس پر ہو گا جو ہم اس کے ذریعہ کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا بھلا ہو اَے معاذ لوگوں کو اوندھے منہ آگ میں نہیں گراتی مگر ان کی زبانوں کی کاٹی ہوئی فصلیں۔ حضرت کعب بن مالک کہتے تھے کہ حضرت معاذ بن جبل رسول اللہ ﷺ کی حیات میں اور حضرت ابوبکر کے زمانے میں مدینہ میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔

حضرت معاذ بن جبل حضرت ابوبکر کے دور میں شام چلے گئے اور وہاں بودوباش اختیار کر لی جس وقت حضرت معاذ بن جبل شام روانہ ہو گئے تو حضرت عمر نے کہا کہ ان کی روانگی نے مدینہ اور اہل مدینہ کو فقہ میں اور جن امور میں وہ ان کو فتوی دیا کرتے تھے محتاج بنا دیا ہے۔ حضرت معاذ بن جبل جب رات کو نماز تہجد ادا کرتے تو یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ آنکھیں سوئی ہوئی ہیں اور ستارے ٹمٹما رہے ہیں تو حیّ و قیوم ہے۔ اے اللہ جنت کیلئے میری طلب سست ہے اور آگ سے میرا بھاگنا کمزور اور ضعیف ہے اے اللہ میرے لئے اپنے ہاں ہدایت رکھ دے جسے قیامت کے روز تو مجھے لوٹا دے یقیناً تو وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ حضور انور نے فرمایا: کیا خوف اور خشیت کا مقام ہے۔

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبلؓ سے فرمایا: جو کوئی بھی اپنے دل کی سچائی سے یہ گواہی دے گا کہ اللہ کے سوا کوئی بھی معبود نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو اللہ ضرور اس کو آگ پر حرام کر دے گا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ کیا میں لوگوں کو اس کے متعلق خبر نہ دوں وہ خوش ہو جائیں گے؟ آپ نے فرمایا تب تو وہ بھروسہ کر لیں گے کہ اتنی بات کہہ لی ہے اور باقی نیکیاں نہیں کریں گے اس لئے لوگوں کو نہیں بتانا۔

حضور انور نے فرمایا: ویسے تو آجکل مسلمان ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں کلمہ پڑھ کر سمجھتے ہیں کہ شرک سے پاک ہو گئے ہیں لیکن دل شرک سے بھرے ہوئے ہیں۔ یہ جو حدیث بیان ہوئی ہے کہ کلمہ پڑھنے والوں پر آگ حرام ہے اس سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ یہ جزا اللہ تعالیٰ نے دینی ہے اور کسی انسان کا کام نہیں ہے کہ کسی کلمہ گو پر فتویٰ لگائے کہ کس کو ہم نے مسلمان کہنا ہے اور کس کو غیر مسلم بنانا ہے۔ یہ خودساختہ فتوے قرآن کی تعلیم کے بھی خلاف ہیں۔ پس آجکل جو مسلمان میلاد النبی منا رہے ہیں تو اصل تو یہ ہے کہ آپؐ کی تعلیم اور اسوے کو ہم اپنائیں اپنے علم کے زعم میں صرف اپنے آپ کو مسلمان نہ سمجھیں بلکہ کلمہ گو کے معاملہ کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑیں۔ یہ باتیں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو خوش کرنے والی ہوں گی۔

حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ہمیں تبوک کے چشمہ پر پہنچنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ چشمہ کے پانی کو بالکل نہ چھونا۔ ہم سے پہلے دو آدمی وہاں پہنچے اور انہوں نے اس چشمہ سے پانی پیا۔ چشمہ سے بہت باریک دھار سے بہت کم پانی بہہ رہا تھا۔ آپؐ وہاں پہنچے اور ان دونوں سے ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ پھر لوگوں نے اس چشمہ سے پانی نکالا اور ایک برتن میں کچھ پانی جمع کیا۔ پھر رسول کریم ﷺ نے اس میں اپنے دونوں ہاتھ دھوئے اور چہرہ دھویا پھر اس پانی کو اس چشمہ میں واپس ڈال دیا تو چشمہ تیزی سے بہنے لگا یہاں تک کہ لوگ خوب سیراب ہو گئے پھر حضور نے فرمایا اے معاذ اگر تیری عمر لمبی ہوئی تو تو دیکھ لے گا کہ یہ جگہ باغوں سے بھر گئی ہے۔ ابن وساع کہتے ہیں کہ میں نے اس چشمہ کے ارد گرد وہ ساری جگہ دیکھی ہے درختوں کی سرسبزی اور شادابی اس قدر تھی کہ شاید یہ سلسلہ قیامت تک جاری ہے اور ایسی ہی آپکی پیشگوئی تھی۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے مکرم فرزان خان صاحب مبلغ سلسلہ اڈیشہ، مکرم عبداللہ موسیکو صاحب لوکل مشنری ملائشیا اور مکرم عبدالواحد صاحب معلم سلسلہ قادیان کا ذکر خیر فرمایا۔ نماز جمعہ کے بعد حضور انور نے ان مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی۔

......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad